Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مُرتّبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۴۱ء

ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش

جلد ۴۰ عدد ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۰ | ماہ رجب سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم اگست سنہ ۱۹۴۱ء | عدد ۸

فہرست مضامین

اداریہ	صہ ۲	ایڈیٹر
اسلامی مساوات	صہ ۵	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے
ختم نبوت	صہ ۲۳	حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی
معرکۂ رُوح وبدن	صہ ۳۱	ذاکر عجمی
نئی کتابوں پر تبصرہ	صہ ۴۷	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ

موجودہ جنگ اور اسلامی ممالک | جنگ کی حالت میں گذشتہ تین ہفتوں میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، اس کی وجہ سے اسلامی ممالک فی الحال خواہ عارضی طور پر ہی سہی، جنگ سے نسبتاً محفوظ ہو گئے ہیں۔ کریٹ پر حملہ کے وقت یہ خیال کیا جا رہا تھا، کہ اس جزیرہ کی فتح کے بعد جرمنی جزیرہ قبرص اور شام کا رُخ کرے گا۔ لیکن کریٹ کو فتح کرتے کرتے اس کو اتنے دن لگ گئے، کہ اس عرصہ میں عراق میں رشید علی کی بغاوت دب گئی، اور شام پر اتحادیوں کا دباؤ بڑھ گیا۔ حالات کی اس تبدیلی سے مجبور ہو کر ہٹلر کو ٹرکی سے ایک غیر جارحانہ معاہدہ کرنا پڑا۔ اور بجائے شام کا رُخ کرنے کے اس نے روس پر حملہ کر دیا۔ اگر جرمنی روس کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا، اور ماسکو تک پہونچ گیا، تو پھر اس کے لئے دو راستے کھلے ہونگے، یا تو ٹرکی کے راستہ شام پر حملہ کرے گا، یا ایران کے راستہ عراق کو فتح کرتا ہوا بصرہ تک پہونچنے کی کوشش کرے گا، اور یا ایران کے راستہ ہندوستان کا رُخ کرے گا۔ یہ بھی ممکن ہے، کہ بیک وقت ان دونوں راستوں سے ہو کر ہندوستان کو خطرہ میں ڈال دے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہو گا، کہ ایران اس کی مزاحمت نہ کرے۔ ورنہ ایران کی مزاحمت کی صورت میں اس پروگرام پر عمل کرنا اس کے لئے بہت مشکلات پیدا کر دے گا۔ ہمارا خیال یہ ہے، کہ اگر ہٹلر روس کی طاقت کو کچلنے میں کامیاب ہو گیا، تو وہ ٹرکی کے ذریعہ شام کو فتح کر کے مصر تک پہونچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس طرح سے مصر پر ایک ہی وقت میں شام اور لیبیا دونوں طرف سے حملہ آور ہو گا۔

ہٹلر کا پروگرام خواہ کچھ ہو (اور اس کے پروگرام اس سرعت سے اور ایسے غیر متوقع طور پر بدلتے ہیں، کہ بڑے بڑے سیاسی مبصّر اور حالاتِ جنگ کے نقّاد بھی اس کے اقدامات پر حیران رہ جاتے ہیں) گذشتہ تین ہفتوں میں جنگ کے حالات میں اتحادیوں کے لئے اور خصوصیّت سے اسلامی ممالک کے لئے ایسی خوشگوار تبدیلی پیدا ہو چکی ہے، کہ اب فتح کی بجائے ناکامی اور نامرادی ہٹلر کے قدم چومنے کے لئے بھاگی چلی آ رہی ہیں۔ شام میں وشی کی فوج نے اتحادیوں کے سامنے ہتھیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈال دیئے ہیں۔ اور عارضی صلح پر دستخط ہو چکے ہیں۔ اور مشرقی افریقہ اور حبشہ میں اٹلی کی ایمپائر خاک میں مل کر اتحادیوں کی بہت سی فوجیں شام اور لیبیا میں پہونچ چکی ہیں۔ دوسری طرف روس ایسا تر نوالہ ثابت نہیں ہوا، جیسا جرمنی نے اس کو سمجھا تھا۔ جرمنی اور روس کی لڑائی میں دونوں طرف سامان اور انسانی جانوں کا خطرناک اتلاف ہو رہا ہے۔ جہاں ایک طرف جرمنی روس میں کمزور ہو رہا ہے وہاں دوسری طرف عراق، شام، مصر اور فلسطین میں اتحادیوں کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ اور جس سرعت اور کثرت سے محوری طاقتوں کے یورپ سے لیبیا کو جانے والے جہاز غرق ہو رہے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ جرمنی اور اٹلی کو لیبیا میں سامان اور سپاہی پہونچانا بہت مشکل ہو جائیگا اور ٹریپولی، بن غازی اور درنہ وغیرہ مقامات پر لگاتار انگریزی ہوائی حملوں سے لیبیا میں محوری طاقت بہت کمزور ہو رہی ہے۔ اور اب چونکہ ہٹلر مشرقی یورپ میں اُلجھ گیا ہے، اس لئے اس کا یہ پروگرام کہ سپین سے گذرتے ہوئے مراکو اور الجیریا تک پہونچے، غالباً مستقل طور پر معرضِ التوا میں پڑ گیا ہے۔ اور شمالی افریقہ کی اسلامی فرانسیسی حکومت اب ہٹلری چنگل سے محفوظ ہوتی نظر آتی ہے۔ یوں بھی حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ اس امر کا فیصلہ کر چکی ہے، کہ ہٹلر کی طرف سے مراکو اور الجیریا میں پہونچنے کے لئے ادنیٰ سی کوشش کے اظہار پر یہ حکومت ڈاکر اور کیسا بلانکا وغیرہ اہم بندرگاہوں پر قبضہ کرلے گی۔

حقیقت یہ ہے، کہ ہٹلری فتوحات کی موج مضطرب اس کے لئے زنجیر پا ثابت ہوتی نظر آرہی ہے۔ انگلستان اور برٹش ایمپائر کی طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ امریکہ سے سامانِ حرب ہر روز زیادہ سے زیادہ مقدار میں انگلستان پہونچ رہا ہے۔ اور اس سامان کو محفوظ طور پر انگلستان تک پہونچانے کے لئے امریکہ نے جزیرہ آئیس لینڈ پر قبضہ کرلیا ہے۔ اسلامی ممالک اب نسبتاً محفوظ ہو گئے ہیں۔ اور ان ممالک میں اتحادیوں کے ساتھ ہمدردی بہت بڑھ رہی ہے۔ جرمنی روس میں بُری طرح اُلجھ گیا ہے۔ اور اب "روس کا کمبل" اس کو چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ یہ بھی ممکن ہے، کہ روس کی بربادی ہٹلری سیلاب سے مکمل طور پر اسلامی ممالک کے بچاؤ کا ذریعہ ثابت ہو۔ کیونکہ اگر ہٹلر روس کو فتح بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرلے۔ تو اس کے بعد اس کی کوشش یہ ہوگی، اور ہونی چاہیئے، کہ انگلستان پر جلد ہی سے جلدی اپنی ساری قوت کے ساتھ حملہ کردے، کیونکہ جب تک یورپ شمالی میں وہ چھوٹا سا جزیرہ جس کو برطانیہ کلاں کہتے ہیں، محفوظ ہے، خواہ وہ ساری دُنیا کو بھی فتح کرلے، اس کی فتوحات بے فائدہ اور بے نتیجہ ہیں۔ اس لئے قیاس غالب یہی ہے، کہ فتح روس کے بعد جرمنی انگلستان پر حملہ آور ہوگا، اور اسلامی ممالک جنگ کی بربادی سے بچ جائینگے۔ یہ بھی ممکن ہے، کہ روس کے میدان وراس کی دلدلیں ہی ہٹلر کے عزائم اور اس کی خوابوں کی قبر ثابت ہوں۔ بہر حال ہٹلر کے ہاتھوں یورپ کی فتح نے برٹش ایمپائر اور اسلامی ممالک کے مفاد کو غیر منفک طور پر مجتمع کردیا ہے۔ اور ہمارا تو دیر سے یہ خیال ہے، کہ برٹش ایمپائر اور اسلامی ممالک ابھی برسوں ایک ہی کشتی کے سوار رہیں گے۔ اور آخر کار اس لمبے تعلق کے نتیجہ میں اسلام کی رُوحانی قوت برٹش ایمپائر کو ایک اسلامی ایمپائر میں تبدیل کردے گی۔ انشاء اللہ۔

ہمارے معاونین | اس ماہ جن دوستوں نے رسالہ "ریویو" کی امداد فرمائی، ان میں سے اخی المکرم جناب مولوی عبدالمجید صاحب بی۔ اے دہلوی حال دفتر سپلائی لاہور، مکرم و معظم جناب ڈاکٹر حبیب اللہ خانصاحب مشرقی افریقہ اور برادرم محترم جناب صوفی غلام محمد صاحب دفتر پولیٹیکل ایجنٹ ٹانک خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اوّل الذکر نے دس نئے خریدار عنایت فرمائے، اس سے پیشتر آپ بیس خریدار دے چکے ہیں۔ ثانی الذکر نے دس روپے برائے اعانت ارسال فرمائے، اور مؤخر الذکر نے مبلغ دس روپے بطور عطیہ ارسال فرمائے۔ قبل ازیں آپ نے ایک خریدار عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کو اس چالیس سالہ اسلامی مجاہد رسالہ کی امداد کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور دینی دنیاوی ترقیات سے متمتع کرے۔ آمین۔

کاغذ کی گرانی سے پیدا شدہ صورت حالات کا مقابلہ کرکے رسالہ کو باعزت طور پر چلانا اسی طرح ممکن ہے، کہ احباب کا تعاون جاری رہے، اور وہ رسالہ کی اشاعت بڑھا کر یا اس کے لئے اعانتی رقوم بھیجکر ہماری امداد فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی مساوات

(از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

{حضرت میاں صاحب نے ہماری درخواست پر اپنی زیر تصنیف کتاب سیرۃ خاتم النبیین صلعم حصہ سوئم کے مسودہ سے ازراہ لطف و کرم یہ نہایت قیمتی مضمون "ریویو" میں اشاعت کے لئے عنایت فرمایا ہے، جسے ہم بصد شکریہ درج ذیل کرتے ہیں۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے، کہ حضرت میاںصاحب نے مسودہ پر ابھی نظر ثانی نہیں فرمائی۔ اور یہ مضمون بھی آپ کی نظر ثانی کے بغیر ہی چھپ رہا ہے۔ (ایڈیٹر)}

اس جگہ ایک مختصر سا نوٹ اسلامی مساوات کے متعلق سپرد قلم کرنا نامناسب نہ ہوگا کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس کے متعلق اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے یعنی جہاں ایک طبقہ نے اسلامی مساوات کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں، کہ اسلام میں سب چھوٹے بڑے ہر جہت سے برابر ہیں اور اسلام کسی صورت میں کسی شخص کے امتیاز یا بڑائی کو تسلیم نہیں کرتا وہاں ایک دوسرے طبقہ نے اسلام میں بھی اس رنگ کے ناگوار طبقے بنا رکھے ہیں جو اکثر دوسری اقوام میں پائے جاتے ہیں اور ان طبقات کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دے لئے گئے ہیں۔ سوجاننا چاہیئے کہ صحیح اسلامی تعلیم کی رُو سے یہ دونوں خیالات بالکل غلط اور نادرست ہیں۔ بلکہ اصل اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جہاں تک حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کا سوال ہے، اسلام نے سب لوگوں کو برابر قرار دیا ہے اور کسی فرد یا کسی جماعت کو کسی دوسرے فرد یا جماعت پر کسی رنگ میں فضیلت نہیں دی اور اس جہت سے اسلام میں قطعاً کوئی درجے نہیں۔ بلکہ پوری پوری مساوات ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کوئی دینی یا دنیوی ترقی اور بڑائی حاصل کر لیتا ہے تو حقوق کے معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے اسلام اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس بڑائی اور ترقی کو تسلیم کرتا ہے، اور اُسے اس کے جائز مرتبہ سے گرا کر ظلم اور حق تلفی کے طریق کو اختیار نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ کہ جہاں ایک طرف اسلام نے سب بنی نوع آدم کو حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کے معاملہ میں ایک لیول پر کھڑا کیا ہے، اور کسی ناواجب نسلی اور قومی امتیاز کو تسلیم نہیں کیا، وہاں افراد اور قوموں کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو مٹایا بھی نہیں، اور انہیں ان کی محنت یا خوش بختی کے ثمرہ سے محروم نہیں کیا۔ البتہ گرے ہوئے لوگوں کو اُٹھانے کے لئے موثر تدابیر اختیار کی ہیں اور یہی وہ اعلیٰ اور وسطی طریق ہے جسے نظر انداز کر کے آجکل کی دنیا مختلف قسم کے فتنوں کا شکار بن رہی ہے۔

اسلامی مساوات کے فلسفہ کا نچوڑ چند قرآنی آیات اور احادیث میں آجاتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً[1]

"یعنی اے لوگو تم آپس کے معاملات میں خدا کا تقویٰ اختیار کیا کرو اور اُسی سے ڈرتے رہو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس ایک جان سے اس نے اس کی بیوی بنائی اور پھر اس جوڑے سے اس نے دُنیا میں کثیر التعداد مرد اور عورت پھیلا دیئے۔"

اس قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ابدی حقیقت کی طرف توجہ دلا کر کہ وہ سب ایک ہی باپ کی اولاد اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں دنیا میں صحیح مساوات کی بنیاد قائم کر دی ہے اور اس اصول کو بیان کیا ہے، کہ خواہ بعد کے حالات کے نتیجہ میں مختلف انسانوں کے حالات میں کتنا ہی فرق پیدا ہو جائے اُنہیں آپس کے معاملات میں اس بات کو کبھی بھی نظر انداز نہیں

---

[1] سورۃ نساء رکوع ۱۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا چاہئیے کہ بہر حال وہ ایک ہی باپ کی نسل ہیں۔ کیا اگر ایک باپ کے بیٹوں میں سے بعض بچے دوسروں کی نسبت زیادہ دولت یا زیادہ طاقت یا زیادہ اثر و رسوخ حاصل کرلیں اور دوسرے ان باتوں میں پسماندہ رہیں تو وہ اس فرق کی وجہ سے بھائی بھائی نہیں رہتے اور کوئی غیر چیز بن جاتے ہیں ؟ -

اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ . . . . يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ . . . . يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ [1]

"یعنی سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں . . . . . . سو اَے مسلمانو! ایسا نہیں ہونا چاہئیے کہ تم میں سے ایک فریق دوسرے فریق پر ہنسی اُڑائے اور اُسے ذلیل خیال کرے کیونکہ (جب سب اپنی اصل کے لحاظ سے برابر ہیں اور سب کے لئے ترقی کے راستے یکساں کھلے ہیں تو) ہوسکتا ہے کہ وہ فریق جس پر تم آج ہنسی اڑاتے ہو کل کو تم سے آگے نکل جائے یا ہوسکتا ہے کہ اب بھی وہ اپنے اوصافِ حمیدہ کے لحاظ سے تم سے بہتر ہو۔ . . . . . . اے لوگو ہم نے تم سب کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ اور تم میں خاندانوں اور قوموں کی تقسیم قائم کی ہے مگر یہ تقسیم اس غرض سے نہیں کہ تم ایک دوسرے پر بڑائی کرو۔ بلکہ صرف اس غرض سے ہے کہ تمہارے درمیان آپس میں شناخت کا ذریعہ قائم رہے۔ ورنہ خدا کے نزدیک تم

[1] سورۃ حجرات رکوع ۲۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سے معزز وہی ہے جو ذاتی طور پر زیادہ اوصاف حمیدہ کا مالک اور زیادہ متقی اور زیادہ پرہیز گار ہے۔ اللہ تعالےٰ کا یہ قانون جو وہ تمہارے سامنے بیان کر رہا ہے بڑی دُور اندیشی اور بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے۔"

اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قد اذهب الله عنكم عُبّية الجاهلية وفخرها بالآباء انما هو مومن تقى وفاجر شقى والناس بنو آدم وآدم من تراب۔[1]

"یعنی خدا نے اسلام کے ذریعہ تم میں سے زمانہ جاہلیت والے تکبّر اور آباء واجداد پر بے جا تفاخر کو دُور کر دیا ہے۔ کیونکہ اصول صرف یہ ہے کہ ایک شخص نیک عمل کرنے والا اور خدا کو ماننے والا ہوتا ہے اور دوسرا محروم اور بدعمل۔ اور سب لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹّی سے پیدا ہوا تھا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

الناس معادن خياركم فى الجاهليّة خياركم فى الاسلام اذا فقهوا۔[2]

"یعنی دنیا میں لوگ بھی معدنیات کی طرح ہیں جو ایک ہی مٹی میں پڑے ہوئے مختلف رنگ اور مختلف اوصاف اختیار کر لیتی ہیں۔ دنیا میں جو ترقی اور بڑائی کی علامات اسلام سے پہلے سمجھی جاتی تھیں یعنی حسب و نسب اور طاقت و اثر اور دولت و ثروت وغیرہ وہ اب بھی قائم ہیں اور جو لوگ ان اوصاف کی وجہ سے بڑے سمجھے جاتے تھے وہ اب اسلام میں بھی بڑے سمجھے جائیں گے بشرطیکہ وہ ذاتی تقویٰ اور ذاتی دینداری اختیار کر لیں۔"

[1] ترمذی جلد ۲۔ ابواب المناقب۔ [2] بخاری ابواب المناقب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا اسلام نے بڑائی کی معروف وجوہات کو مٹایا نہیں بلکہ دینداری اور ذاتی اوصاف کی شرط کو بڑھا دیا ہے اور اسے دوسری وجوہات پر مقدم قرار دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :-

انزلوا الناس منازلهم[1]

"یعنی اے مسلمانو تمہارے لئے ضروری ہے کہ آپس کے معاملات میں لوگوں کے مراتب اور مدارج کا لحاظ رکھا کرو اور ان کے درجہ کے مطابق ان سے سلوک کیا کرو۔"

یعنی جو لوگ کسی دینی یا دنیوی وجہ سے بڑائی حاصل کرلیں ان کا واجبی احترام کیا کرو۔ مگر اس کے مقابل پر قضائی اور عدالتی معاملات کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

انما اهلك من كان قبلكم انهم كانوا يقيمون الحد على الوضيع ويتركون الشريف - والذى نفسى بيده لو ان فاطمة فعلت ذالك لقطعت يدها[2]

"یعنی تم سے پہلے کئی قوموں کو اس بات نے ہلاک کر دیا کہ جب کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تھا تو وہ اُسے سزا دیتے تھے اور جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر میری لڑکی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں شریعت اسلامی کے مطابق اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔"

اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ عدالتی اور قضائی معاملات میں سب لوگ برابر ہیں اور اس میدان میں سب کے ساتھ بلا امتیاز ایک جیسا سلوک ہونا چاہیئے اور کسی قسم کا امتیاز جائز نہیں۔

---

[1] ابوداؤد جلد ۲ کتاب الادب۔ [2] بخاری کتاب الحدود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر عہدوں اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ [1]

"یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عہدوں اور ذمہ داریوں کی تقسیم میں جو ایک امانت کا رنگ رکھتی ہیں صرف ذاتی قابلیت اور ذاتی اہلیت کو دیکھا کرو اور جو شخص بھی اپنے ذاتی اوصاف میں کسی عہدہ کا اہل ہو اُسے وہ عہدہ سپرد کیا کرو۔ اور پھر اے مسلمانو! جب تم کسی عہدہ یا ذمہ داری کے کام پر مقرر کئے جاؤ تو تم لوگوں میں عدل و انصاف کا معاملہ کیا کرو۔"

ان حوالہ جات سے مندرجہ ذیل اصولی نتائج مترتب ہوتے ہیں:۔

۱۔ یہ کہ سب لوگ ایک باپ کی نسل میں سے ہیں اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور انہیں ایک دوسرے کے مقابل پر بے جا کبر سے کام نہیں لینا چاہیئے اور نہ کسی کو ذلیل سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ باہم برادرانہ شفقت اور برادرانہ تعاون اور برادرانہ میل جول کا طریق رکھنا چاہیئے۔

۲۔ یہ کہ خدا کی نظر میں حقیقی بڑائی صرف ذاتی تقوٰی و طہارت اور ذاتی اوصاف و خصائل میں ہے۔ پس جو شخص بھی ذاتی اوصاف میں دوسروں سے آگے ہے وہی دراصل بڑا ہے خواہ دنیا کی نظر میں وہ چھوٹا ہی ہو۔

۳۔ باینہمہ اگر دنیا میں کسی شخص کو کسی وجہ سے فضیلت اور بڑائی حاصل ہوگئی ہو تو عام معاملات میں جو حقوق سے تعلق نہیں رکھتے اس کا واجبی اکرام ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

۴۔ عدالتی اور قضائی معاملات میں سب لوگ قطعی طور پر برابر ہیں اور کسی شخص کو کسی دوسرے

[1] سورۃ نساء رکوع ۸۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر فضیلت حاصل نہیں اور سب کے ساتھ پوری طرح مساویانہ سلوک ہونا چاہیئے۔

۵۔ ترقی کے رستے لوگوں کے لئے یکساں کھلے ہیں اور ہر شخص خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو اپنی ذاتی قابلیت اور ذاتی اوصاف کی بناء پر اعلےٰ سے اعلےٰ مدارج تک پہونچ سکتا ہے اور اس کے رستہ میں کوئی روک نہیں۔

یہ وہ پانچ زرّین اصول ہیں جو اسلام نے انسانی مساوات کے معاملہ میں قائم کئے ہیں اور یہی وہ اصول ہیں جن پر آنحضرت صلعم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں عمل ہوتا تھا۔ چنانچہ ان اصول کے ماتحت اسلامی سوسائٹی میں کبھی بھی ناگوار طبقے قائم نہیں ہوئے بلکہ تمام مسلمان آپس میں بھائیوں کی طرح سمجھے جاتے رہے ہیں۔ مثلاً اسلام میں سب سے بڑا دربار خدا کا دربار ہے اور دُنیا میں اس دربار کی ظاہری علامت مسجد ہے جہاں سب مسلمان دن رات میں پانچ دفعہ نماز اور ذکرِ الٰہی کے لئے جمع ہوتے ہیں مگر اسلامی تعلیم کے ماتحت مسجد میں کسی شخص کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر نہیں ہوتی بلکہ ہر شخص جہاں چاہے بیٹھ سکتا ہے اور جو شخص بھی مسجد میں پہلے پہونچے وہ دوسروں سے بہتر جگہ حاصل کر سکتا ہے اور کسی بعد میں آنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اسے اس کی جگہ سے اُٹھائے۔ اگر ایک خادم پہلے آتا ہے تو وہ پہلی صف میں جگہ پائے گا اور اگر ایک آقا پیچھے پہونچتا ہے تو وہ آخری صف میں بیٹھیگا۔ غرض ایک مسجد میں امیر و غریب خادم و آقا حاکم و محکوم طاقتور و کمزور سب برابر ہوتے ہیں اور کسی امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کی مجلسوں میں سب لوگ بھائیوں کی طرح مل جُل کر بیٹھتے تھے اور کسی شخص کے لئے کوئی امتیازی جگہ مقرر نہیں ہوتی تھی حتیٰ کہ آنحضرت صلعم بھی اپنے صحابہ میں اس طرح مل جُل کر بیٹھتے تھے کہ بعض اوقات ایک اجنبی شخص کے لئے اس بات کی شناخت مشکل ہو جاتی تھی کہ آپ کون ہیں اور کہاں بیٹھے ہیں[1] یہی حال خلفاء کی مجلس کا تھا کہ ان میں پورا پورا برادرانہ رنگ پایا جاتا تھا

[1] بخاری ابواب الہجرت۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ بعض اوقات ذاتی اوصاف اور تقوی و طہارت کو ممتاز کرنے کے لئے مجلسوں میں غریب لوگوں کو امیر لوگوں کی نسبت بہتر جگہ دی جاتی تھی چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ ایک دفعہ جب آنحضرت صلعم کے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی مجلس میں مکہ کے چند معزز رئیس جو ابتدائی جنگوں میں اسلام کے خلاف حصہ لیکر بعد میں مسلمان ہوئے تھے حاضر تھے چند غریب صحابی جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں ہی اسلام کو قبول کر کے آنحضرت صلعم کی ابتدائی قربانیوں میں آپ کا ساتھ دیا تھا حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان غریب مگر ابتدائی صحابیوں کو دیکھکر حاضر المجلس رؤساء سے فرمایا کہ آپ ذرا پرے ہوجائیں اور آنحضرت صلعم کے ان پرانے ساتھیوں کو میرے پاس بیٹھنے دیں[1] الغرض اسلامی تعلیم کے ماتحت تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی سمجھے گئے ہیں اور ان کے اندر کبھی بھی ناگوار امتیازات کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ بڑائی کی اصل بنیاد دینداری اور ذاتی اوصاف پر رکھی گئی ہے۔

مگر دوسری طرف اسلام ایسے لوگوں کی عزت کو بھی مٹاتا نہیں جنہیں کسی وجہ سے کوئی بڑائی یا رتبہ حاصل ہوگیا ہو۔ مثلاً آنحضرت صلعم کے زمانہ کی بات ہے کہ جب بنو قریظہ کے فیصلہ کے لئے سعد بن معاذ جو قبیلہ اوس کے رئیس تھے تشریف لائے تو آپؐ نے انہیں آتا دیکھکر صحابہ سے فرمایا قوموا الی سیدکم[2] "یعنی اپنے رئیس کے اکرام کے لئے کھڑے ہو جاؤ" اسی طرح قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب خدا نے حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تو حضرت موسیٰ کو تاکید فرمائی کہ (چونکہ فرعون کو اس وقت ملک میں رتبہ اور عزت حاصل ہے اس لئے) اس کے ساتھ نرمی اور ادب کے طریق پر گفتگو کرنا[3]

لیکن یہ جزوی اور محدود امتیاز بھی صرف عام تمدنی اور انتظامی معاملات میں تھا۔ ورنہ قضائی اور عدالتی معاملات میں اسلام نے ہر طبقہ کے درمیان ہر جہت سے ترازو کو برابر رکھا ہے

---

[1] اسد الغابہ حالات سہیل بن عمرو۔ [2] بخاری ابواب المناقب۔ [3] سورۃ طٰہٰ رکوع ۲۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بڑے سے بڑے آدمیوں کے خلاف چھوٹے سے چھوٹے آدمیوں نے انصاف حاصل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر اپنی خلافت کے پہلے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

الضعیف فیکم قوی عندی حتّٰی اریح علیہ حقہ ان شاء اللہ۔ والقوی فیکم ضعیف عندی حتّٰی اٰخذ الحق منہ[۱]

"یعنی تم میں سے کمزور ترین شخص میرے نزدیک قوی ہوگا جبتک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلادوں اور تم میں سے قوی ترین شخص میرے نزدیک کمزور ہوگا جبتک کہ میں اس سے دوسرے کا حق نہ لے لوں۔"

اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے متعلق روایت ہے کہ ایک دفعہ شمالی عرب کے رئیس جبلہ بن ایہم نے جو مسلمان ہوچکا تھا کسی غریب مسلمان کو تھپڑ مار دیا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہؤا تو آپ نے فرمایا۔"جبلہ! اگر تم نے ایسی حرکت کی ہے تو خدا کی قسم تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔" جس پر جبلہ مفرور ہو کر مرتد ہوگیا۔[۲]

مگر اسلامی مساوات کا غالباً سب سے زیادہ شاندار پہلو یہ ہے کہ اس نے ذرائع ترقی کے حصول میں ہر ابن آدم کو بالکل ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے اور اس بارے میں کسی امتیاز اور کسی تفریق کو تسلیم نہیں کیا اور صرف ذاتی قابلیّت اور ذاتی اہلیّت پر بنیاد رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی سوسائٹی میں بعض بظاہر ادنےٰ سے ادنےٰ طبقہ کے لوگ ترقی کر کے عروج کے کمال تک پہونچے ہیں اور سب نے ان کی ترقی کو شرح صدر سے قبول کیا ہے۔ مثلاً جیسا کہ اُوپر ذکر گذر چکا ہے ابتدائی زمانہ کی بات ہے جبکہ ابھی بعض نو تربیت یافتہ نومسلموں میں پُرانی جاہلیّت کی رگ باقی تھی کہ آنحضرت صلعم نے ایک اہم فوجی دستہ پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر فرمایا اس دستہ میں بڑے بڑے معزز صحابہ بھی شامل تھے جو زمانہ جاہلیّت کے اصول کے مطابق گویا عرب

---

[۱] ابن ہشام امر سقیفہ بنی ساعدۃ۔ [۲] فتوح البلدان حالات جنگ یرموک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوسائٹی کے پہاڑ سمجھے جاتے تھے اس پر بعض ناسمجھ لوگوں میں چہ میگوئی ہوئی کہ ایک نوجوان غلام زادہ کو صناد ید عرب پر امیر مقرر کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم تک یہ خبر پہونچی تو آپ کا چہرۂ مبارک غصہ سے چمک اُٹھا اور آپ نے فرمایا کیا تم اسامہ کی امارت پر نکتہ چینی کرتے ہو اور اس سے قبل تم اس کے باپ پر بھی نکتہ چینی کر چکے ہو۔ خدا کی قسم جس طرح کہ اس کا باپ امارت کا اہل تھا اور مجھے بہت محبوب تھا اسی طرح اسامہ بھی امارت کا اہل ہے اور میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہے[1] یہ اسی تعلیم اور اسی تعامل کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں میں ادنیٰ ترین لوگوں نے اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی حاصل کی اور کبھی کسی شخص کی غربت یا نسلی پستی اس کی ترقی میں روک نہیں بنی۔ چنانچہ اس کی مثالیں دیکھنی ہوں تو اس کتاب کے حصہ دوم کا وہ باب ملاحظہ کیا جائے جو غلامی سے تعلق رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام حقیقی مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھیں اور بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے سلوک کریں اور قضاء کی تقسیم اور حقوق ملکی اور حقوق شہری کے معاملہ میں کسی قسم کے امتیاز کی اجازت نہیں دیتا اور سب کے لئے ترقی کا ایک سا دروازہ کھولتا ہے مگر دوسری طرف وہ معززین کی عزت کو بھی تسلیم کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے کہ قضائی معاملات اور حقوق وغیرہ کو چھوڑتے ہوئے عام تمدنی معاملات میں وہ لوگوں کے مراتب کا خیال رکھیں اور انہی کے مطابق ان سے سلوک کریں اور یہی وہ اعلیٰ اور وسطی تعلیم ہے جو ایک طرف تو حقیقی مساوات، حقیقی مساوات کی روح اور اخوت کے جذبات کو زندہ رکھتی ہے اور انصاف اور عدل کے ترازو کو کسی طرف جھکنے نہیں دیتی اور ناواجب رقابتوں کے دروازہ کو بند کرتی ہے اور دوسری طرف اس احساس کو بھی مردہ نہیں ہونے دیتی کہ جب کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کوئی رتبہ اور عزت حاصل کرے تو دوسرے لوگوں کا فرض ہے

[1] بخاری ابواب المناقب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس کے واجبی احترام کو ملحوظ رکھیں۔

اگر اس جگہ یہ سوال پیدا ہو کہ جو فرق اور امتیازات عام طور پر سوسائٹی میں پیدا ہوجایا کرتے ہیں جن کی وجہ سے آہستہ آہستہ سوسائٹی کے مختلف طبقات میں ایک خلیج حائل ہوجاتی ہے ان کو دور کرنے اور سمونے کے لئے اسلام نے کیا انتظام کیا ہے تاکہ یہ ناگوار امتیازات پیدا ہی نہ ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا علاج اسلام نے دو طرح سے کیا ہے یعنی اوّل تو اسلام نے اخوت کی رُوح پر تکرار کے ساتھ زور دیکر بے جا تکبّر اور تفاخر کے جذبات کو مٹایا ہے اور اسلامی اخوت کی رُوح پر قائم رہتے ہوئے ناواجب امتیازات پیدا ہی نہیں ہوسکتے۔ دوسرے اسلام نے ان ظاہری اور مادی اسباب کو جو ناواجب امتیازات پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں مٹا دیا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے امتیازات عموماً چار وجہ سے پیدا ہوتے ہیں:-

اوّل نسلی تفاوت کو تسلیم کرنے کی وجہ سے۔

دوم عہدوں وغیرہ کی تقسیم میں خاص طبقات کے خاص حقوق قرار دے لینے سے۔

سوم عام شہری حقوق کے معاملہ میں ناگوار امتیاز کو راہ دینے سے۔

چہارم دولت کی ناواجب تقسیم سے۔

یہ وہ چار باتیں ہیں جن کی وجہ سے آہستہ آہستہ سوسائٹی میں ناگوار امتیازات اور ناواجب طبقات کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے جو بالآخر بین الطبقات رقابت اور حسد کا موجب بنکر ملک کے امن کو برباد کردیتی ہے۔ اسلام نے کمال حکمت اور دانشمندی کے ساتھ ان سب رخنوں کو بند کیا ہے اور کسی فتنہ کی چنگاری کے سلئے سلگنے کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ چنانچہ جو خلاصہ اسلامی تعلیم کا ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ جہاں تک نسلی تفاوت اور عہدوں اور حقوق کے امتیاز کا سوال ہے اسلام نے ایک واضح اور بیّن تعلیم کے ذریعے سارے ناگوار امتیازات کو مٹا دیا ہے اور اس تعلیم کے ہوتے ہوئے کبھی بھی اسلامی سوسائٹی میں ناگوار طبقات کی بنیاد قائم نہیں ہوسکتی۔ البتہ دولت کی تقسیم کا سوال ایسا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس کے متعلق اوپر کی بحث میں کوئی ذکر نہیں آیا سو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ اسلام نے دولت کی تقسیم کو اس طرح سموئنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیم پر کاربند ہو کر کبھی بھی ملکی دولت کی تقسیم فتنہ کا باعث نہیں بن سکتی۔ اس بحث کا اصل موقعہ تو آگے آتا ہے۔ مگر اس جگہ ہم صرف اس اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں کہ اسلام نے ملکی دولت کی ناواجب تقسیم کو تین ذریعوں سے روکنے کی کوشش کی ہے اور یہ تینوں ذریعے ایسے موثر ہیں کہ اگر ان پر پوری طرح عمل کیا جائے تو کبھی بھی ملک کی دولت عامۃ الناس کے ہاتھوں سے نکل کر چند افراد کے ہاتھوں میں جمع نہیں ہو سکتی۔ یہ تین ذرائع یہ ہیں:۔

اوّل اسلامی قانون ورثہ جس کی رُو سے ہر مرنے والے کا ترکہ کسی ایک بچے کے ہاتھ میں نہیں جاتا بلکہ سارے لڑکوں اور لڑکیوں اور بیوی اور والدین وغیرہ میں ایک نہایت مناسب شرح کے ساتھ تقسیم ہو جاتا ہے [۱]

دوم اسلامی قانون زکوٰۃ جس کی وجہ سے امیر لوگوں کی دولت پر ایک خاص شرح کے ساتھ ٹیکس عائد ہوتا ہے اور اس ٹیکس کے ذریعہ جو روپیہ جمع ہو اُس کا بیشتر حصّہ حکومتِ وقت کے انتظام میں غریبوں اور مسکینوں وغیرہ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے [۲]

سوم اسلامی قانون تجارت جس کی وجہ سے سودی لین دین کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور آج دُنیا اپنے تلخ تجربہ سے اس بات کو محسوس کر چکی ہے کہ سود ہی وہ چیز ہے جو ملک کی دولت کے توازن کو برباد کرتی ہے اور اس کے ذریعہ غریبوں کا روپیہ سمٹ سمٹ کر امیروں کے خزانوں میں جمع ہو جاتا ہے [۳]

یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کے ذریعہ اسلام نے دولت کی ناواجب تقسیم کو روکا ہے اور ہر

---

[۱] سورۃ نساء رکوع ۲۔ [۲] سورۃ توبہ رکوع ۸ و بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ۔
[۳] سورۃ بقرۃ رکوع ۳۸ و ترمذی ابواب البیوع باب ما جاء فی آکل الربوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان تینوں چیزوں پر دیانت داری کے ساتھ عمل کیا جائے تو ملک کی دولت کبھی بھی چند ہاتھوں میں جمع ہو کر فتنہ وفساد کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ اس مضمون کی اصل بحث توانشاءاللہ آگے آئے گی۔ مگر اس جگہ اس مختصر اشارہ سے ہمارے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے محض مساوات کی روح کو ہی قائم نہیں کیا بلکہ تمام ان باتوں پر تفصیلی نظر ڈالی ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں سوسائٹی کی مساوات کو برباد کرنے والی ہیں اور فتنہ کے ہر دروازہ کو بند کیا ہے۔ الغرض اسلام نے صرف قولی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ انسانی مساوات کے لئے ایک عملی نظام قائم کیا ہے۔ مثلاً اوّل نسلی امتیاز کو مٹا کر لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ دوم عزت اور بڑائی کا معیار صرف تقویٰ وطہارت اور ذاتی اوصاف کو قرار دیا۔ سوم قضائی اور عدالتی معاملات میں پوری پوری مساوات قائم کی۔ چہارم عہدوں کی تقسیم میں صرف ذاتی قابلیت اور ذاتی اہلیت پر بنیاد رکھی۔ پنجم عام ملکی حقوق میں سب کے لئے ایک سا حصہ رکھا۔ ششم دولت کو چند لوگوں کے ہاتھ میں پڑنے سے روک کر اسے ملک کے مختلف طبقات میں پھیلانے کا رستہ کھول دیا۔ مگر بایں ہمہ ذاتی کوشش اور انفرادی جدوجہد کے ثمرات سے لوگوں کو محروم بھی نہیں کیا۔

یہاں تک ہم نے صرف اس مساوات کا ذکر کیا ہے جو ان امور سے تعلق رکھتی ہے جن کا میدان عمل دنیا ہے۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور میدان بھی ہے جو رُوحانی اور اُخروی امور سے تعلق رکھتا ہے اور گو لامذہب لوگوں اور دنیا داروں کو اس میدان کی اہمیت پر اطلاع نہ ہو مگر قربِ الٰہی کی تڑپ رکھنے والوں اور نجات اُخروی کے متلاشیوں کے نزدیک یہ میدان دنیا کی زندگی سے بہت زیادہ اہم اور بہت زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ اور الحمدللہ کہ اس میدان میں بھی اسلامی تعلیم نے مساوات کے ترازو کو پوری طرح برابر رکھا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں دوسرے مذاہب یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا کے کلام کا نزول اور اس کے نبیوں اور رسولوں کا ظہور صرف خاص خاص قوموں کے ساتھ مخصوص رہا ہے اور دُنیا کی دوسری قومیں اس عظیم الشان روحانی نعمت سے کلی طور پر محروم رہی ہیں۔ مثلاً یہودی لوگ اپنے سوا کسی دوسری قوم کو اس روحانی انعام کا حقدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں سمجھتے۔ اور اسی طرح ہندو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا کلام صرف آریہ ورت تک محدود رہا ہے اور کسی دوسرے ملک اور دوسری قوم نے اس سے حصہ نہیں پایا۔ اور عملاً عیسائی قوم بھی بنی اسرائیل کے باہر کسی نبی اور رسول وغیرہ کی قائل نہیں۔ الغرض جہاں دنیا کی ہر قوم اس روحانی نعمت کو صرف اپنے آپ تک محدود قرار دے رہی ہے اور کسی دوسری قوم کو اس کا حقدار نہیں سمجھتی وہاں اسلام ببانگ بلند یہ تعلیم دیتا ہے کہ جس طرح خدا نے اپنی مادی نعمتوں کو ہر قوم اور ہر ملک پر وسیع کر رکھا ہے اور کسی ایک قوم یا ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ مثلاً اس کا سورج ساری آباد دُنیا کو روشنی پہونچاتا ہے۔ اس کی ہوا سارے کرۂ ارض کو یکساں گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا پانی ساری دنیا کو سیراب کرتا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح خدا نے اپنی روحانی نعمتوں کو بھی کسی خاص قوم یا خاص ملک تک محدود نہیں کیا بلکہ ہر قوم اور ہر ملک کو اس سے حصہ دیا ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق دنیا کا خدا کسی خاص قوم یا خاص ملک کا خدا نہیں بلکہ ساری دُنیا اور ساری قوموں کا خدا ہے اور وہ ایک عادل اور منصف حکمران ہے جو سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ[1]

"یعنی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس کی طرف خدا نے اپنی طرف سے کوئی رسول نہ بھیجا ہو تا کہ وہ انہیں ہوشیار کر کے نیکی بدی کا رستہ دکھا دے۔"

یہ الفاظ کیسے مختصر ہیں مگر غور کرو تو ان کے اندر روحانی اور دینی مساوات کا ایک عظیم الشان فلسفہ مخفی ہے جس نے دُنیا کی ساری قوموں کو خدا کی توجہ کا یکساں حقدار قرار دے کر ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے۔ اور اس خیال کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے کہ خدا صرف بنی اسرائیل کا خدا یا صرف آریہ ورت کا خدا ہے اور دوسری قوموں کے لئے اس کی محبت اور انصاف کی آنکھ بالکل بند ہے۔ الغرض اسلام نے روحانی مساوات کے میدان میں پہلا اصول یہ قائم کیا ہے کہ کلام الٰہی اور نبوت و رسالت

---

[1] سورۃ فاطر رکوع ۳۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا وجود کسی خاص قوم یا خاص ملک کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اپنے اپنے وقت میں ہر قوم اس عظیم الشان روحانی انعام سے حصہ پاتی رہی ہے کیونکہ ہر قوم خدا کی پیدا کردہ ہے اور خدا سے یہ بعید ہے کہ ایک ظالم باپ کی طرح اپنے ایک بیٹے کو حصہ دے اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے محروم کر دے۔

اسی ضمن میں نجات اور قرب الٰہی کے حصول کا سوال آتا ہے۔ اکثر قوموں نے دنیوی اور اخروی امور میں بھی گویا ایک اجارہ داری کا رنگ اختیار کر رکھا ہے۔ اور ایک خاص نسلی طبقہ کو خدا کا مقرب اور نجات کا مستحق قرار دے کر باقی سب کو عملاً محجوب اور ملعون گردانا ہے جسے کبھی بھی نجات اور قرب الٰہی کی ٹھنڈی ہوا نہیں پہونچ سکتی۔ مثلاً یہودی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف ایک اسرائیلی نسل کا انسان ہی نجات کا مستحق ہے اور باقی سب لوگ خواہ وہ کیسے ہی نیک ہوں جہنم کا ایندھن ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں نے گو نسلی رنگ میں نجات کو محدود نہیں کیا (یہ صرف موجود الوقت عیسائیوں کا حال ہے ورنہ خود حضرت مسیحؑ نے تو غیر اسرائیلی اقوام کو کتّے کہکر دھتکار دیا ہے۔ مثلاً دیکھو مرقس باب ۷ آیت ۲۴ تا ۲۷) مگر بہت سے دینی حقوق و فرائض کو ایک خاص گروہ کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے جسے پریسٹ ہڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کے متعدد دینی امور بلکہ بعض تمدنی امور بھی ایک پریسٹ کی وساطت کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتے۔ اسی طرح ہندوؤں میں بعض دینی حقوق کو صرف برہمن کا ورثہ قرار دیا گیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے محروم ہیں۔ گویا ان قوموں نے نہ صرف دوسری اقوام کو نجس اور پلید قرار دیکر دھتکار دیا ہے بلکہ خود اپنے اندر بھی دینی اور مذہبی امور میں ناگوار طبقات کا وجود تسلیم کر کے خدائی انعامات کو بعض خاص طبقوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ مگر اسلام کا دامن ان سب ناپاک جنبہ داریوں کے داغ سے پاک ہے بلکہ جس طرح اس نے دنیوی امور میں پوری پوری مساوات قائم کی ہے اسی طرح دینی امور میں بھی انصاف اور مساوات کے ترازو کو کسی طرف جھکنے نہیں دیا۔ چنانچہ اس بارے میں ایک اصولی قرآنی آیت اوپر کی بحث میں گذر چکی ہے جو یہ ہے کہ :-

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ حجرات رکوع ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یعنی اے لوگو سن رکھو کہ تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ معزز اور زیادہ مقرب وہ شخص ہے جو زیادہ متقی اور زیادہ نیک اور زیادہ صالح ہے"

یعنی قرب الٰہی کے معاملہ میں کسی قوم یا کسی طبقہ کی خصوصیت نہیں بلکہ سب گورے کالے بڑے چھوٹے طاقتور کمزور مرد عورت خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے برابر ہیں اور آگے ان کے لئے صرف ذاتی تقوٰی اور ذاتی نیکی کی ضرورت ہے۔ اللہ اللہ یہ کیسی عظیم الشان مساوات ہے جو قائم کی گئی ہے اور ان مختصر الفاظ میں خدا تعالےٰ نے یہ اشارہ بھی کر دیا ہے کہ جب ہم بادشاہوں کے بادشاہ ہو کر سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنا قرب عطا کرنے میں ذاتی تقوٰی و طہارت کے سوا کسی اور بات کا خیال نہیں کرتے تو پھر دوسروں کو تو بدرجہ اولیٰ یہ چاہیئے کہ ذاتی اوصاف کے سوا کسی اور بات پر اپنے انتخاب کی بنیاد نہ رکھا کریں۔

پھر دینی امور میں جزا و سزا اور انعام و الزام کے بارے میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے :-

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔[1]

"یعنی جو شخص بھی خواہ وہ کوئی ہو ایک ذرہ بھر بھی نیکی کرتا ہے وہ ہم سے اس کا اجر پائے گا (اور اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھنا اسے اس کے نیک عمل کے پھل سے محروم نہیں کر سکتا) اور اسی طرح جو شخص بھی کوئی بدی کرتا ہے وہ اس کا خمیازہ بھگتیگا (اور اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھنا اسے اس کی بدی کے نتیجہ سے بچا نہیں سکتا)"

پھر فرماتا ہے :-

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى تِلْكَ

---

[1] سورۃ زلزال رکوع ۱۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ أَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ؎

"یعنی یہودی اور عیسائی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی شخص یہودی یا نصاریٰ کے سوا جنّت میں نہیں جا سکتا۔ یہ ان لوگوں کی محض خام خیالی ہے اور ایک ہوس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ تُو انہیں کہدے کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ ہاں بیشک جس شخص نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کر دیا یعنی سچا ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو وہ خواہ کوئی ہو خدا سے اپنا اجر پائے گا اور ایسے لوگوں پر خدا کے حضور میں کوئی خوف و حزن نہیں آئے گا۔"

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ نجات پانے والے اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے صرف قومی یا رسمی رنگ میں یہودی یا عیسائی یا کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہونا ہرگز کافی نہیں بلکہ نجات اور قرب الٰہی کے لئے سچا ایمان اور عمل صالح ضروری ہے۔ پس جو شخص بھی یہ دو باتیں یعنی سچا ایمان اور عمل صالح اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو پھر خواہ وہ قومی یا نسلی رنگ میں کوئی ہو وہ خدا کی طرف سے ثواب اور انعام کا مستحق ہوگا۔ یہ آیت مسلمانوں کو بھی ہوشیار کرتی ہے کہ وہ محض مسلمان کہلانے پر تسلّی نہ پائیں کیونکہ خدا تعالےٰ کو خالی ناموں سے سروکار نہیں بلکہ حقیقت سے تعلق ہے۔

پھر دینی فرائض کی ادائیگی کے بارے میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

یؤم القوم اقرئهم لكتب الله فان كانوا فی القراءة سواء فاعلمهم بالسنة فان كانوا فی السنة سواء فاقدمهم هجرة

؎ سورۃ بقرۃ رکوع ۱۳۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فان کانوا فی الھجرۃ سواء فاکثرھم سنًّا۔[1] وفی روایۃ فلیؤمّھم احدھم واحقھم بالامامۃ اقرئھم۔[2]

"یعنی اے مسلمانو جب تم آپس میں فریضۂ نماز کی ادائیگی کے لئے اکٹھے ہو (جو اسلام میں سب سے اہم اور سب سے وقیع تر عبادت ہے) تو اس وقت اپنا امام اور مقتداء بنانے کے لئے صرف یہ دیکھا کرو کہ تم میں سے قرآن کا علم کس شخص کو زیادہ حاصل ہے پس جو شخص بھی قرآنی علم میں زیادہ ہو اسے نماز میں اپنا امام بنا لیا کرو۔ اور اگر چند آدمی علم قرآن میں برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص سنت رسول کے علم میں زیادہ ہو اسے امام بنا لیا کرو۔ اور اگر چند آدمی سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو پھر ان میں سے جس شخص نے خدا کی راہ میں پہلے ہجرت کی ہو اُسے امام بنایا کرو۔ اور اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو پھر جو شخص عمر میں زیادہ ہو اُسے اپنا امام بنا لیا کرو۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ نمازوں میں مسلمانوں کا امام ہر وہ شخص جو اُن میں سے ہے ہو سکتا ہے اور کسی خاص طبقہ کی تخصیص نہیں۔ مگر امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو دین کا زیادہ علم رکھتا ہے۔"

اس پُرحکمت ارشاد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں پریسٹ ہڈ وغیرہ کے خیال کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا ہے اور حقوق کے معاملہ میں کسی قومی یا نسلی امتیاز کو تسلیم نہیں کیا۔ الغرض آنحضرت صلعم نے دین و دنیا میں کامل مساوات قائم فرمائی ہے اور دینوی اور اخروی میدانوں میں تمام بنی آدم کو ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے تا کہ ہر شخص جو اپنی ذاتی جدوجہد اور ذاتی اوصاف و خصائل کی بنا پر آگے آنے کی اہلیت رکھتا ہو وہ بلا روک ٹوک آگے آسکے اور کسی دوسرے طبقہ کی نام نہاد فوقیت اس کے رستہ میں روک نہ ہو۔ یہ وہ حقیقی مساوات ہے جو اسلام نے قائم کی ہے اور جس کی نظیر یقیناً کسی دوسرے مذہب و ملت میں نہیں پائی جاتی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

[1] ترمذی کتاب الصلوٰۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ختمِ نبوّت

(از حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

(۲)

اس کے بعد خواجہ صاحب مرحوم کی اس جرح کو لیتا ہوں، جو آپ نے آیت خاتم النبیّٖن کے متعلق میرے پیشکردہ استدلال پر کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"کسی چیز پر مُہر لگانا اس کو بند کرنا ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کفّار کے دلوں پر مُہر کر دیتا ہے، جس سے ان کا اندر ہی بند ہو جاتا ہے، جس طرح پارسل یا کھانے یا دوا پر مُہر لگائی جائے، جب تک اس کی مُہر نہ توڑی جائے وہ مختوم ہی رہے گا۔"

اس کے جواب میں یہ عرض ہے، کہ پارسل یا کھانے یا دوا کو اگر بند کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے لئے کبھی بھی کسی نے مہریں نہیں بنوائیں۔ کیونکہ کوئی چیز جسے بند کرنا ہوتا ہے، سوا مُہروں کے بھی بند کی جاتی ہیں۔ ہاں مُہر لگانے کا مقصد یا تو تصدیق ہوتی ہے، جیسے کہ روپیہ، اٹھنّی وغیرہ سکّوں پر یا پانچ دس پچاس اور سو روپیہ کے نوٹوں پر، یا عدالتوں سے جس قدر حکمنامے اور پروانے اور سمن اور وارنٹ وغیرہ کی صورتوں میں مُہرِ عدالت اور مُہرِ مجسٹریٹ سے کاغذ نکلتے ہیں، ان سب پر مُہر کی غرض تصدیق ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ یہ چیز جعلی اور بناوٹی نہیں، بلکہ واقعی ہے، اور اپنے اندر صداقت رکھتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی مہریں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ان سے کسی چیز کو بند نہیں کیا جاتا، بلکہ مُہر کا لگانا بغرض تصدیق ہوتا ہے۔

اور بیمے اور رجسٹریاں یا پارسل جن پر مُہریں لگائی جاتی ہیں ان سے غرض بندش نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کی بندش تو سوا مُہروں کے بھی کی جاتی ہے۔ بلکہ مُہروں کی غرض بطور نشان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہے۔ تا اگر کوئی شخص راستہ میں ناجائز طور پر ان کو کھولے، تو مہروں کے ٹوٹنے سے پتہ لگ سکے، کہ اسے کسی نے کھولا ہے اور خیانت کی ہے۔ اور آیت خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ میں کافروں کے دلوں پر اور کانوں پر خدا تعالےٰ کا مُہر لگانا بھی بند کرنے کے معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ دلوں اور کانوں کو ایک ہی حالت میں رکھا ہے، جو مُہر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر دلوں پر مُہر لگانے کا مطلب کوئی نہ سمجھ سکتا ہو، تو کانوں پر مُہر لگنے کا اثر تو سمجھ سکتا ہے۔ اب کانوں پر مُہر لگنے کا مطلب یہ نہیں، کہ ان کے کان مُہر لگنے سے بہرے ہو جاتے ہیں، اور وہ کسی کی آواز نہیں سُن سکتے، کیونکہ کافروں کے کان ہر طرح کی آوازیں سُن سکتے ہیں، خواہ وہ ہدایت کی ہوں خواہ گمراہی کی پس معلوم ہوا کہ کانوں کا فعل جو آوازوں کا سُننا ہے، ان کے بند کر دینے کے لحاظ سے تو یہ معنی نہیں بن سکتے۔

اب رہا دوسری طرح کے معنے کہ کافروں کے کان ہدایت کی باتوں کو نہیں سُن سکتے، تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آجتک جس قدر بھی کافر ایمان لائے یا اسلام کے ابتدائی ایام میں ایمان لائے، اگر ان کے کان ہدایت کی باتیں سننے یا قبول کرنے کے لئے بند تھے تو وہ ایمان کیسے لائے؟ اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ختم کے معنے اس جگہ بھی بندش کے ثابت نہیں ہوتے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے چونکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت دلائل اور نشانات کے توسط سے کافروں کو دلوں کے ذریعہ بھی معلوم ہو چکی تھی، اور کانوں کے ذریعہ بھی، اور آنکھوں کے ذریعہ بھی، اس لئے اب اس صورت میں بھی نہ ماننا یہ اس بات کی علامت ہے، کہ یہ عنادی کافر ہیں۔ اور عنادی کافر ہونے کی وجہ سے یہ لوگ ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث ایمان لانے والے نہیں۔ جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے بعد فقرہ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ سے کافروں کے عنادی اور ضدی ہونے کی تصدیق ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں لَا یُؤْمِنُوْنَ بتا کر فرمایا کہ ایسے کافر جو عنادی اور ضدی ہوں وہ ایمان لانے والے نہیں ہوتے۔ ہاں دوسرے کافر جو نہ عنادی ہوں نہ ضد کرنے والے، ایسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان لا سکتے ہیں، اور وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے فقرہ سے بتایا، کہ اتمامِ حجت کے بعد اب یہ عذاب سے جو بہت بڑا عذاب ان پر نازل ہونے والا ہے، بچ نہیں سکتے، نہ دُنیا میں نہ آخرت میں، جیسا کہ واقعات نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ اور اس سے بھی بندش والا مفہوم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ تصدیق اور علامت والا ظاہر ہوتا ہے۔

پھر اگر ختم یعنی اللہ کی مُہر کے معنے بقول جناب خواجہ صاحب مرحوم بندش کے ہی لئے جائیں، تو جیسا کہ جناب خواجہ صاحب نے پارسل اور دوا اور کھانے کی مثال سے بند کرنے کے معنوں کو واضح فرمایا ہے، ضروری ہے، کہ خدا نے کافروں کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگانے سے اس چیز کو کافروں کے اندر بند کر دیا ہو، جو دوا اور پارسل کی طرح کافروں کے اندر موجود اور بند کر دی گئی۔ اب وہ کیا چیز تھی؟ ظاہر ہے، کہ وہ کافروں کے اندر کفر ہی تھا، کفر کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ تو اس صورت میں خدا تعالےٰ کی مُہر یعنے بندش کا یہ مطلب ہوا، کہ کافروں کا کفر خدا کی مُہر سے اندر کا اندر ہی بند رہنے والا ہے۔ لیکن واقعات سے ان معنوں کی تصدیق نہیں ہوتی، اس لئے کہ کافروں کا کفر باوجود اس کے کہ خدا نے اپنی مُہر سے اُسے کافروں کے اندر بند کر دیا، پھر بھی وہ کفر بند نہیں رہتا، اور بند رہنے کے خلاف کافر اس اپنے اندر کے کفر کو دنیا میں خوب پھیلا رہے ہیں۔

اور حضرت مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام سے حوالہ پیش کرنا، کہ آپ نے خاتم النبیین کا مفہوم نبیوں کے بند کر دینے کے معنوں میں پیش کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے، کہ کسی مصنف کی سب تحریروں کو سامنے رکھکر ہی اس کے اصلی منشاء کا علم ہو سکتا ہے۔ ازالہ اوہام کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وہ عبارت بعد کی کتب حضرت مرزا صاحب سے مشرح ہو جاتی ہے۔ جہاں آپ نے لکھ دیا کہ جہاں جہاں مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا، صرف ان معنوں میں کیا ہے، کہ مَیں مستقل اور شریعت جدیدہ لانے والا نبی نہیں۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے کہ مَیں نے اپنے مقتدا رسول کریمؐ کے باطنی فیوض سے فیض حاصل کر کے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا، اس طرح کی نبوت اور رسالت سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ یہی الفاظ قریب قریب حضرت مرزا صاحب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسالہ ایک غلطی کا ازالہ میں پائے جاتے ہیں۔

پھر آپ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھتے ہیں وَنَعْنِيْ بِخَتْمِ النُّبُوَّةِ خَتْمَ كَمَالَاتِهَا یعنے ہمارے نزدیک آنحضرتؐ کی ختم نبوت ختم کمالات کے معنوں میں ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے، کہ ایسا کوئی بھی کمال نہیں، جو کامل طور پر آنحضرتؐ کو حاصل نہیں۔ جیسے کہیں کہ حُسن یوسفؑ پر ختم۔ اور عدل نوشیروان پر، اور سخاوت حاتم پر اور پہلوانی رستم پر۔ ان فقرات کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے، کہ حُسن، عدل، سخاوت اور پہلوانی کا بلند سے بلند پایہ اور مرتبہ جو بھی ہو سکتا ہے، اور جس سے زیادہ متصور نہیں، وہ یوسفؑ اور نوشیرواں اور حاتم اور رستم کو حاصل تھا۔ انہی معنوں میں حضرت مرزا صاحب آنحضرتؐ کو خاتم النبییّنؐ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ انہی معنوں میں آپ نے اپنی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں ایک کلام منظوم بھی فرمایا، جو مرقومۂ ذیل ہے ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال ؛ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اور یہ وہی معنے ہیں، جو بزرگانِ امت بھی تسلیم کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ قول حسب ذیل سے واضح ہے ؎

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہاں حقیقۃ الوحی وغیرہ بعض کتب میں حضرت مرزا صاحب نے آنحضرتؐ کا خاتم ہونا مُہر افاضہ کے معنوں میں بھی پیش کیا ہے۔ اور جو جو صورتیں بھی ختم کے مفہوم کی پیش کی ہیں، آنحضرتؐ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن یہ صورت کہ آنحضرتؐ کے بعد انعامِ نبوت تا روزِ قیامت بند رہے گا، معلوم نہیں کہ ان معنوں سے آنحضرتؐ کو خاتم النبییّن سمجھنا کس طرح کی فضیلت کا اثبات ہے۔

خواجہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں ہدایت اور دینِ حق دیکر بھیجا۔ قیامت تک جو مخالف عقائد اور خیالات اور نئے نئے دین نکلیں گے۔ قرآن مجید میں پہلے سے ہی انکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تردید موجود ہے۔ قرآن مجید ہمیشہ تک اور ہر وقت جو جو بھی دین اس وقت ہونگے سب پر غالب رہے گا۔"

خواجہ صاحب نے جو کچھ اوپر کی پیشکردہ آیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اس کا ایک حصّہ تو واقعی قابلِ تسلیم ہے یعنے یہ کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا۔ لیکن دوسرا حصّہ آپ کے ارشاد کا یعنی یہ کہ "قیامت تک جو مخالف عقائد اور خیالات اور نئے نئے دین نکلیں گے قرآن مجید میں پہلے سے ہی ان کی تردید موجود ہے۔ قرآن مجید ہمیشہ تک اور ہر وقت جو جو بھی دین اس وقت ہونگے سب پر غالب رہے گا" کسی قدر وضاحت طلب ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم تو بمنزلہ ایک ہتھیار کے یا تلوار کے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہتھیار چلانے کے لئے بھی قوتِ بازو اور فنِ حرب و قتال کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو شخص فنِ حرب سے ناواقف اور ضعیف اور کمزور بازو رکھتا ہے، وہ ہتھیار اور تیز تلوار سے بھی وہ کام ہرگز نہیں لے سکتا، جو کام کہ قوی بازو والا اور صاحبِ فن و ہنر لے سکتا ہے۔ یہ بات مخفی نہیں، اور دُنیا اس سے آگاہ ہے، کہ جب یہی قرآن مجید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تبلیغ اور ہدایت کا کام دیتا تھا، تب اسی قرآن کریم نے کیا بلحاظ وحدت قوم اور کیا بلحاظ اصلاح جماعت اور کیا بلحاظ ترقیٔ سلسلۂ اسلام کیا کیا کمال اور شان دُنیا کو دکھائی۔ لیکن جب یہی قرآن بعد کے کمزور بازوؤں اور ادنےٰ درجہ کے لوگوں کے ہاتھ میں آیا، تو اسلامی جماعت کی وحدت اور اتحاد تفرقہ سے بدل گیا۔ اور اقبال زوال سے، اور ترقی تنزل سے، اور ہر طرح کی قوت ضعف اور کمزوری سے۔

اب فرمایئے، کہ قرآن مجید تو موجود ہے، اور وہ کامل کتاب بھی ہے، اور سب طرح کے فیوض اور برکات بھی اپنے اندر رکھتی ہے، پھر بھی مسلمانوں کی موجودہ حالت سے ظاہر ہے، کہ خالی قرآن مجید کا موجود ہونا جب تک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کا کوئی کامل مظہر اور کامل نائب جسے خود خدا تعالےٰ محمد رسول اللہ صلعم کی طرح دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث نہ فرمائے، اور وہ قرآن کریم کا ہتھیار ہاتھ میں نہ پکڑے، تب تک قرآنی برکات اور ترقیٔ اسلام کا وہ پرعظمت جلوہ جو قرونِ اولےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ظاہر ہُوا، کبھی بھی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم تو رُوحانی اور دینی ڈاکٹری کی ایک کامل کتاب ہے، جس سے کامل فائدہ اٹھانے کے لئے کسی کامل ڈاکٹر کی راہنمائی اور معالجہ فرمائی کی سخت ضرورت ہے۔ سو خدا کا شکر ہے، کہ آج اس زمانہ میں ابتدائی زمانہ اسلام کی برکات کا نمونہ دکھانے کیلئے محمد رسول اللہ صلعم کے کامل اور نائبِ اعظم حضرت مسیح موعود و امام مہدی معہود خلیفۃ اللہ فی الارض اور حجۃ اللہ علی الخلق کو خدا نے مبعوث فرما کر دنیا پر رحم فرمایا۔ اور اقوامِ عالم میں ہر جانب اس مرسلِ برحق کی منادی ہو رہی ہے۔ اور سعید روحیں باوجود دُنیا کے سب فرقوں اور سب قوموں کی مخالفت کے سلسلۂ حقہ عالیہ احمدیہ میں بہت بڑی قوت کے ساتھ داخل ہوتی جا رہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ اپنے نظام وحدت اور ترقی جماعت کے لحاظ سے قرآنی فیوض اور برکات کا وہی نمونہ دکھا رہی ہے، جو دُنیا نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں دیکھا۔

اور آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى جو سورۃ توبہ اور سورۃ فتح اور سورۃ صف میں بتکرار ذکر کی گئی ہے، ائمہ مفسرین و محققین نے اسے آنے والے مسیح موعود کے متعلق بیان کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ ساری اقوام جو تمام دنیا کے کناروں تک پھیلی ہوئی ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے وقت میں بوجہ عدم تیسیر اسباب ائتلاف بین الاقوام یہ موقع نہ مل سکا، کہ آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہونچ سکتی۔ اور چونکہ آج مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ریلوں، تاروں اور ڈاکخانوں اور چھاپہ خانوں کے حُسنِ انتظام اور وسعت کے باعث دُنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے اظہار علی الدین کلّہ کا موقع بلحاظ تکمیل اشاعت ہدایت کے آپ ہی کو مل سکا۔ اور یہ کام تکمیل اشاعت ہدایت کا بھی چونکہ آنحضرتؐ ہی کا تھا، اس لئے آپؐ کے مظہر اور نائب کا کام اور کامیابی بھی دراصل آنحضرت صلعم کی ہی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمرؓ کے ذریعہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی فتوحات موعودہ کا ظہور میں آنا دراصل آنحضرت صلعم کی فتوحات ہی قرار دی جاتی ہیں۔

اور حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلعم کی قرآن کریم کی آیات کے رُو سے دو بعثتیں قرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی ہیں۔ پہلی بعثت تکمیل ہدایت کے معنوں میں جیسے کہ اس پر آیت یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ شاہد ناطق ہے۔ اور دوسری بعثت تکمیل اشاعت ہدایت کے معنوں میں جس پر آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ دال ہے، مزید تشریح اور توضیح کے لئے تحفہ گولڑویہ جو حضرت مرزا صاحب کی کتاب ہے اُسے دیکھنا چاہیئے۔

اور سورۃ صف میں خدا تعالےٰ نے چار نبیوں کا ذکر بیان فرمایا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، اور مسیحؑ موسوی کا، اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا جو مثیل موسےٰ ہیں، اور احمد رسول اللہ کا جو مثیل عیسےٰ ہیں۔ اور احمد رسول مسیح محمدی کا نام ہے، جس کی بشارت کے ذکر کے ساتھ بیّنات کا ذکر بعد میں بطور علامات مخصوصہ کے فرمایا گیا ہے۔ اور سورۃ صف کے آخر میں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ کی آیت اس بات کا قرینہ قویہ ہے، کہ جن مومنوں کو مسیح کے حواریوں کی مماثلت میں ذکر کر کے انصار اللہ بننے کا حکم دیا گیا ہے، ان مومنوں کے لئے مثیل مسیح ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مثیل موسےٰ۔ اور مثیل موسےٰ حضرت محمد رسول اللہؐ ہیں، اور مثیل عیسےٰ حضرت احمد رسول اللہ، جو مسیح محمدی اور مسیح موعود ہو کر آنے والے تھے۔ اور اب خدا کے فضل سے وہ آ بھی گئے۔ یہ تھا میرا استدلال آیت هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الخ کے متعلق جسے میں نے پیش کیا تھا، اور جس کے متعلق جناب خواجہ صاحب نے اپنے پرچہ میں صرف اشارہ فرما دیا۔

خواجہ صاحب آیت وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ سے استدلال فرماتے ہیں کہ:-

"یہ قرآن مجید قیامت تک لوگوں کو پہونچتا رہے گا۔ پس اس کے ذریعے سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ڈراتے رہیں گے اور جس طرح آپ ہر وقت قیامت تک بذریعہ قرآن مجید لوگوں کو ڈراتے رہیں گے، اسی طرح آپ قیامت تک بذریعہ قرآن مجید تمام ادیان پر غالب رہیں گے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ صاحب کے فقرات مرقومہ بالا سے جو بات ظاہر ہوتی ہے، اس کے متعلق جو اضافہ طلب حقیقت قابلِ ذکر تھی وہ میرے اُوپر کے بیان میں تحریر ہو چکی ہے۔ خواجہ صاحب کے نزدیک صرف قرآنی الفاظ قیامت تک کافی سمجھے گئے ہیں۔ مگر قرآن خود اس بات کو اپنے لئے کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ اپنی تحریر میں کسی پڑھنے اور پڑھانے والے کا محتاج ہے۔ اور اپنے معنوں کے سمجھنے کے لئے عربی زبان کی مہارت کا محتاج ہے۔ اور اپنی اشاعت اور اصلاح خلق کے لئے کسی مصلح کا محتاج ہے۔ اور آنحضرتؐ کے بعد حسب آیت كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ اس امت اسلامیہ کو جن معنوں میں قرآنی تعلیم واسطہ در واسطہ قیامت تک کے لوگوں کو پہنچانا ہے، اس کے لئے صرف قرآنی اوراق اور الفاظ کو کافی نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ اس کے لئے یہ انتظامی صورت خدا تعالےٰ نے اختیار فرمائی ہے، کہ آغازِ اسلام میں قرآن کی تبلیغ کا کام خدا کا رسول انجام دے، اور ان لوگوں پر شاہد یعنی نگرانی کرنے والا ہو۔ اور پھر جو لوگ رسول کی زیر تربیت نگرانی کے کام کے لئے تیار ہوں، وہ بعد کے لوگوں پر جو اسلام کو قبول کریں، شاہد یعنی نگران ہوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے بعد حضرات ابوبکر، عمر، عثمان علی رضی اللہ عنہم اور بعد میں حکومت خلافت اور بعث مجددین کے ذریعے اس کام کو انجام دینے کے لئے سلسلۂ تبلیغِ قرآن جاری رکھا گیا، جو آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ الخ کی عملی تفسیر خدائے علیم وحکیم کی طرف سے پیش کیگئی۔ پس خواجہ صاحب کا اس بات پر زور دینا کہ فقط قرآن کریم ہی قیامت تک بلا کسی نبی رسول اور بلا کسی مصلح ربّانی اور خلیفہ موعود کے کافی ہو سکتا ہے، سراسر واقعیت کے خلاف ہے۔ اگر دنیا میں کوئی الٰہی کتاب ہی رسول اور خلفاء کا کام بھی دے سکتی، تو تورات کیلئے حسب آیت وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ حضرت موسیٰؑ کے بعد پے در پے رسولوں کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جو موسیٰ کی نیابت میں آپؑ کے خلفاء بنا کر بھیجے گئے۔ اور پھر ایسا ہی آنحضرتؐ جو مثیل موسیٰؑ ہیں۔ آپؐ کے بعد آیت استخلاف کے ذریعہ خلفاء کا وعدہ دیکر انکو وقتاً فوقتاً بھیجنے کی کونسی حاجت تھی۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرکۂ روح و بدن

تحریک سوشلزم پر ایک نظر

(از ذاکر عجمی)

(۷)

عمرانی تحریکات کیوں ناکام ہوئیں؟:- انسانی تمدّن و عمران کی اصلاح درستی کے لئے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف کوششیں ہوئی ہیں۔ ان میں سے وہ مساعی جو مادی محاذ سے ہوئیں، ان کا ذکر پہلی اقساط میں آچکا ہے۔ ان کے تاریک اور روشن پہلو کا ہم جائزہ لے چکے ہیں۔ اور ہم پر یہ بات واضح ہو گئی ہے، کہ ان میں نور سے زیادہ ظلمت کا عنصر ہے۔ ان مذکورہ صدر عمرانی تحریکات کے بانی کوسِ تحدّی بجاتے ہوئے میدانِ عمل میں اُترے، اور ببانگِ دہل یہ دعوٰے کیا، کہ وہ سماج کے تمام عوارض کا ازالہ کر دینگے۔ اور دُنیا ارضی جنّت سے ہمکنار ہو جائے گی۔ لیکن ہوُا یہ کہ یا تو پہلے عوارض اور بھی زیادہ راسخ ہو گئے، یا ان کی جگہ بعض زیادہ مہلک عوارض نے لے لی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام عمرانی فساد مادیّت کے غلبے اور روحانیت کے فقدان سے پیدا ہوُا ہے۔ اس کا علاج مادیّین کی قوت و رسائی سے باہر ہے۔ ازالۂ مرض تو اسی وقت ہو گا جب مادی میلانات ضعیف ہو جائیں گے، اور ہوا و ہوس کی جگہ بے نفسی اور بے غرضی پیدا ہو جائے گی۔ اس سے مراد تزکیۂ نفس اور تصفیہ افکار ہے۔ اور یہ کام صرف مذہب ہی کر سکتا ہے۔ مذہب انسانی معاشرت پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے یہ موضوع بالتفصیل کسی آئندہ قسط میں آئے گا۔ اس موقعہ پر ضمناً اتنا کہدینا بے جا نہ ہو گا، کہ مذہب بیج د

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیج کی اصلاح کرتا ہے، اور اس زمین کی بھی اصلاح کرتا ہے، جس سے نخلِ تمدن پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ جو تمدن مذہب کی نگرانی میں پروان چڑھتا ہے، وہ شیریں اثمار ہوتا ہے۔ اس پر نفاق و عناد، رقابت و جفا کاری کے پھل نہیں لگتے۔ ایسے تمدن کی غایت الغایات زر طلبی اور زر اندوزی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کے پروگرام میں حصولِ استیلاء کی کوئی گنجائش ہوتی ہے اس کے نزدیک یہ دنیا دار العمل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اور قافلہ امید کی فقط ایک ہی منزلِ مقصود ہوتی ہے، یعنی نجاتِ اُخروی۔ جب اس سفلی زندگی میں بھی مطمحِ نظر حیاتِ علوی کی سربلندی ہو، تو صاف ظاہر ہے، کہ اس دُنیا کے تمام خلفشار اور جھگڑے مٹ جاتے ہیں۔ اور ان کے مٹنے سے وہ تمام بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ جن سے انسانی تمدن آج سکراتِ موت کی جانکاہیوں میں مبتلاء ہے۔ قرآن کریم نے تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا کی تعلیم دے کر بتلا دیا ہے، کہ انسان کو اس دُنیا میں کیسے رہنا چاہیئے۔ اور صالح تمدن کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام کے شفاخانۂ رُوحانیت کے قرابادین کا یہ نسخہ رہتی دُنیا تک فتنیلانِ مادیت کے لئے حرزِ جان کا کام دے گا۔

جتنی عمرانی تحریکات اُٹھیں، وہ باوجود عزائمِ حشر بپا کے ارادوں میں بلندی نہ پیدا کر سکیں۔ تخریب سے شروع ہوئیں اور تخریب ہی میں ختم ہو گئیں۔ اب جبکہ ان کا المناک انجام ہمارے سامنے ہے۔ ہم مستقبل میں ان سے خیر و برکت کی کیا توقع کر سکتے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں ایک نوع کی بربریت کو دور کر کے دوسری قسم کی بربریت کو رائج کر دیا۔ یہی وجہ ہے، کہ اب ان میں سے اکثر تقویم پارینہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ جس تمدن کے خلاف یہ اٹھی تھیں، اس کے حامیوں نے ان کی خامیوں کو فوراً بھانپ لیا، اور ان کو اپنی عیاری اور چابکدستی سے موت کی نیند سلا دیا۔ یہی وجہ ہے، کہ باوجود سرمایہ داری کو مذموم و مقہور سمجھنے کے دُنیا کو اب تک اس سے کامل نجات نصیب نہیں ہوئی اور امیر کا گنجِ شائیگاں اور غریب کا وہی کلبۂ احزاں اب بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ کارخانوں میں اب بھی لاکھوں کروڑوں انسان سرمایہ داروں کے تنورِ حرص کی ہیزم کشی کر رہے ہیں حکومت سب کچھ دیکھتی ہے مگر کوئی امداد نہیں کر سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمیونزم کی برتری:۔ باوجود اس اقرار کے کہ تمام عمرانی تحریکات جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اپنے مقاصد میں ناکام رہیں، اور ان کی یورش کے باوجود سرمایہ داری کو فروغ حاصل ہے، یہ انکار نہیں ہو سکتا، کہ ان سب میں سے کسی کو اگر کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے، تو وہ کمیونزم ہے۔ اس سے میری مراد فقط یہ ہے، کہ اس کے علاوہ دوسری تحریکات کسی ملک میں بھی بروئے کار نہ آئیں، اور اگر آئیں تو محدود پیمانے پر، اور بہت قلیل عرصے کے لئے، اور جلد دستبرد زمانہ سے مٹ گئیں۔ اس کے برعکس کارل مارکس کے نظریئے کو عالمگیر اشاعت نصیب ہوئی۔ اور ایک ایسے ملک یعنی روس میں نفاذ پذیر ہوا، جو رقبے میں دنیا کے بیشتر ممالک سے وسیع ہے۔ اور ماسکو کی سرپرستی میں دنیا کے دوسرے حصوں میں اشتراکی مراکز قائم ہو گئے۔ اور یہ صورتِ حال تقریباً بیس سال سے قائم ہے۔ اگرچہ روسی کمیونزم میں بھی ارتداد کا رنگ آگیا ہے، اور بعض متعصب کمیونسٹ سٹالن کے طرزِ عمل کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھتے۔ تاہم لوگ اس کے معاشی نظام کو ہی کمیونزم کہنے پر مجبور رہیں اور باوجود اعتزال کے ماسکو کے اربابِ اختیار کارل مارکس کو ہی اپنا امام سمجھتے ہیں، اور اپنے انحراف کو فروعی تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے بھی ضرورتِ وقت کی سند پیش کرتے ہیں۔ اس واسطے کمیونزم زیادہ تفصیلی بحث کی مستحق ہے۔ کیونکہ سرمایہ داری اور اس کے گوناں گوں مظاہرات کی فقط یہی ایک حریف ہے۔ اور جو لوگ مذہب سے منحرف ہو کر سرمایہ داری کو مٹانا اور معاشی خوشحالی پیدا کرنا چاہتے ہیں، وہ کمیونزم کے دامن سے ہی وابستہ ہیں۔ اور ان میں سے اکثر و بیشتر ماسکو کے مکتب سے ہی درسِ عمل لیتے ہیں۔ اور سٹالن کو ہی اپنا سالارِ قافلہ سمجھتے ہیں۔

کمیونزم کے اجزائے کیمیاوی:۔ کمیونزم کو دوسرے عمرانی تصورات کے مقابلے میں زیادہ پذیرائی محض اس وجہ سے نصیب ہوئی، کہ اس کی ترکیب کیمیاوی میں زیادہ توازن ہے۔ یہ تمام دوسری تحریکات کے موٹے موٹے اصولوں پر محیط ہے۔ جب کارل مارکس نے اپنا تصورِ معاشی وضع کیا، تو اس نے رائج الوقت تصورات اور نظریات سے کماحقہٗ استفادہ کیا۔ یہ انیسویں صدی کا وسط تھا، اور انگلینڈ میں ریکارڈو (Recardo) اور ایڈم سمتھ (Adam Smith)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علم الاقتصاد کے استاد سمجھے جاتے تھے اور انہوں نے Rent اور Wages کے متعلق انسانیت نواز نظریات قائم کئے تھے، اور وہ علمی حلقوں میں بہت مقبول ہو رہے تھے۔ ادھر فرانس میں والٹیر (Voltaire) اور روسو (Rousseau) کے سیاسی تصورات نے انقلاب برپا کر دیا تھا۔ اور قدیم جبر و استبداد مٹ چکا تھا، اور سیاست پر آزادی، مساوات اور اخوت کے نئے نقوش مرتسم ہو چکے تھے۔ اور عوام میں بیداری پیدا ہو گئی تھی۔ جرمنی پر ہیگل (Hegel) کا فلسفہ مسلط تھا، اور لوگ سٹیٹ کے ساتھ الوہیت وابستہ کرنے لگ گئے تھے۔ اور سٹیٹ کی ہمہ گیری میں اپنی روحانی اور مادی نجات سمجھتے تھے۔ کارل مارکس کے ظہور کے وقت خیالات کے یہ تین دھارے مغرب میں بہہ رہے تھے۔ اور یہ ناممکن تھا، کہ مارکس ان سے متاثر نہ ہوتا۔ چنانچہ یہ اثر پذیری تھی، کہ اس کے نظریے کا خمیر انگلینڈ کے اقتصادیات، فرانس کے سیاسیات اور جرمنی کے مابعد الطبیعات سے اٹھایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کمیونزم میں فلسفہ، اقتصاد اور سیاست تینوں چیزیں موجود ہیں۔ مارکس کا کمال اور اوّلیت اس میں ہے، کہ اس نے ان تینوں عناصر کو ایسا متوازن کر دیا، کہ ان کے باہمی ملاپ سے ایک تصورِ حیات وجود میں آ گیا۔ اور یہی اس کی شہرت کا راز ہے ہیرلڈ لاسکی (Harold Laski) لکھتا ہے، کہ "کمیونزم نصب العین بھی ہے، اور لائحہ عمل بھی" یہ خوبی اور برتری فلسفہ، اقتصاد اور سیاست کے امتزاج سے پیدا ہو گئی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک عنصر بھی مفقود ہوتا، تو اس کی علمی اور عملی حیثیت میں فرق آ جاتا۔

ان اجزائے ترکیبی کی مناسبت سے کمیونزم کے بھی تین پہلو ہیں:-

۱۔ تاریخ کی مادی تعبیر (Materialistic Interpretation of History) اس کو فلسفہ کی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ نظریۂ قدر زائد (Theory of Surplus value) یہ کمیونزم کا اقتصادی پہلو ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ طبقاتی جنگ (Class War) یہ مارکس کی سیاست ہے، جس سے ذاتی ملکیت (Private Property) مٹ کر کمیونزم بروئے کار آتی ہے۔

کیپٹلزم (سرمایہ داری) کی تشریح:۔ یہ ظاہر ہے، کہ یہ تینوں پہلو حادثۃً مارکس کے ذہن میں نہیں آ گئے تھے۔ بلکہ تاریخ اور عمران کے عمیق مطالعہ کے بعد وہ اس بات کے قابل ہوا، کہ ایک سہ گانہ نظریۂ حیات دُنیا کے سامنے پیش کرے۔ یہی وجہ ہے، کہ کمیونزم پر بحث کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان حالات کو پیش کیا جائے، جن کے مطالعہ سے مارکس نے اپنا نظریہ مستنبط کیا۔ یہ حالات سرمایہ داری (Capitalism) کے عروج و زوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیان سے کمیونزم کا پسِ منظر طیار ہو جائیگا۔ اور اس کے خدوخال زیادہ نمایاں ہو جائیں گے۔ بالفاظِ دیگر یہ سارا بیان اس کی شہرۂ آفاق کتاب "سرمایہ" (The Capital) کا ملخص ہوگا۔ کیونکہ جب تک "عمل" کی تفصیل معلوم نہ ہو" ردّ عمل" کا ادراک مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس میں فلسفے کی یبوست پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے، کہ کمیونزم کیپٹلزم کے خلاف ردّ عمل ہے۔ اور اگر نظام سرمایہ داری کا اس رنگ میں ارتقاء اور عروج نہ ہوتا جس رنگ میں ہوا، یا کارل مارکس سے پہلے ہی اس کے دھارے کا رُخ کسی اور جانب پھر جاتا، تو یقیناً اس کا ردّ عمل مختلف ہوتا، اور اس کا نظریہ بھی وہ نہ ہوتا، جو آج ہم تک پہونچا ہے۔ کمیونزم میں انقلاب کی چنگاریاں اُن مظالم کا پتہ دیتی ہیں، جو سرمایہ دار اپنے عروج کے آغاز سے مزدوروں پر ڈھاتے چلے آئے ہیں۔ اسی طرح اس کی تھیوری کا ہر پہلو کیپٹلزم کے کسی نہ کسی ظلم و ستم کے خلاف ردّ عمل (Reaction) کا حکم رکھتا ہے۔

کارل مارکس کا قول ہے کہ تاریخ کا ہر دَور اپنے بطن میں آنے والے انقلاب کے جراثیم رکھتا ہے۔ جس طرح نظام جاگیرداری (Feudalism) سے نظام سرمایہ داری پیدا ہوا۔ اسی طرح نظام سرمایہ داری سے نظام اشتراکیت کی نمود ہوئی۔ اور یہ تغیر اس وقت رُونما ہوا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب نظام سرمایہ داری انسانی تمدن وحضارت کے لئے سمِ قاتل ثابت ہونے لگا۔ اور اس نظام کے اندر ایسے زہریلے میلانات پیدا ہوگئے، جو اس کے شیرازے کو ہر لحظہ بکھیر رہے تھے، اس کے انتزاع و انتشار سے بقولِ مارکس کمیونزم نے جنم لیا۔ اس سارے ارتقاء کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے، کہ ہم سرمایہ داری کو آغاز سے انجام تک دیکھ جائیں۔ اس روئداد کو شروع کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ موضوع بحث اور عرضۂ اعتراض "سرمایہ" نہیں، بلکہ نظام سرمایہ داری ہے۔ "سرمایہ" تو محض دولت آفرینی کے عوامل میں سے ایک ہے۔ اور اس سے تمام وہ وسائل و آلات مراد ہیں، جو دولت کی پیداوار میں ممد ہوتے ہیں۔ نظام سرمایہ داری سے مراد یہ ہے کہ سرمایہ کی ملکیت سے ایک انسان ذرائع پیداوارِ دولت پر قابض ہوجائے۔ اور تمام دوسرے عوامل اس کے اُجرتی غلام ہوکر رہ جائیں۔ جب ایک خاندان کسی صنعت (Industry) میں مصروف ہے، اور اس کے ممبر اپنی محنت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ گو ان کا سارا کاروبار دولت آفرینی کے عمل کے مترادف ہے، مگر اس میں سرمایہ داری کا کوئی شائبہ نہیں۔ لیکن اگر ان کے کام کو فروغ حاصل ہو، اور وہ اپنے کام کو وسیع کرنے کے لئے اپنے کُنبے کے لوگوں سے علاوہ دوسرے لوگوں کو اُجرت پر رکھ لیں، اور اپنی ضروریات سے زیادہ پیدا کرکے منڈیوں میں اپنا مال بیچیں، تو یہ سارا کام سرمایہ داری کے عنوان میں آجائے گا۔ کیونکہ سرمایہ داری میں بندہ و آقا اور آجر و ماجور کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح دیہاتوں میں جب تک کسان زراعت کا کام خود سرانجام دیتا ہے، یا اس کے اپنے لوگ اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں، اور اپنی پیداوار سے وہ اپنی ضروریات کی کفالت کرتے ہیں، تو ان کے فعل پر سرمایہ داری کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے مقابلے میں ایک رئیس زمیندار ہے۔ اس کے پاس بہت زمین ہے، وہ اس کی کاشت کے لئے دوسروں کو اپنا ملازم رکھتا ہے۔ یہ لوگ کام کرکے اپنی مزدوری حاصل کرتے ہیں اور پیداوار کا مالک وہ رئیس زمیندار خود ہوتا ہے۔ اور پیداوار اس کی ذاتی ضروریات سے کہیں زائد ہوتی ہے۔ اور وہ اس کو منڈی میں فروخت کرتا ہے۔ اور اس طرح اپنے کاروبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو جاری رکھتا ہے، تو یہ بھی نظامِ سرمایہ داری متصوّر ہوگا۔

ایک اور بات قابلِ غور یہ ہے، کہ جس طرح نظامِ سرمایہ داری میں سرمایہ دار اپنے کارخانوں کی پیداوار کو منڈیوں میں بیچتا ہے، اسی طرح مزدور اپنی محنت اور ہُنر کو بطور جنس کے کارخانہ داروں کے پاس بیچتے ہیں۔ جس طرح دوسری اشیاء کی قیمت میں مدّوجزر ہوتا ہے، اسی طرح مزدور کی اجرت میں بھی اتار چڑھاؤ کا منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ لیکن مزدور جس جنس کو بیچتا ہے، اس کی نوعیت مختلف ہے، اور اس کو اپنی جنس کے خریدار یعنی کارخانہ دار کی شرائط کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ اگر منڈیوں کا بھاؤ نرم ہو، تو سرمایہ دار اپنی اشیاء فروختنی کو روک کر انتظار کر سکتا ہے، مگر مزدور جس کی زندگی کا دارومدار اسی پر ہے، کہ جتنا کماتا ہے اتنا کھا لیتا ہے اور اس کے پاس کوئی اندوختہ نہیں جس پر تکیہ کر سکے۔ اس کی نارمل اُجرت یعنی اس کی جنس کی قیمت بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے۔ اور اس کا مالک اس سے استحصال بہت کرتا ہے، مگر اس کو اُجرت کے نام سے جو دیتا ہے، وہ اس کی روح و تن کے اتحاد کے لئے بھی کافی نہیں ہوتا۔ اس طرح کارخانہ دار کی دولت میں روز افزوں ترقی ہوتی جاتی ہے، اور اس نسبت سے مزدور کمزور و بے بس ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے "محنت" کے بیع و شرا میں سرمایہ دار کا پلّہ بھاری ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور جو قیمت وہ مقرر کرتا ہے وہی مزدور کو لینی پڑتی ہے ؎

دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں ملتی رہی ÷ اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوٰۃ

کیپٹلزم کا ارتقاء:۔ محنت کی ارزانی اور سرمایہ کی فراوانی سے سرمایہ دار بڑے بڑے کارخانے قائم کرتے ہیں۔ جن میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مزدور اُجرت پر کام کرتے ہیں۔ اس طرح "محنت" اور "سرمایہ" میں بُعد پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور مُرورِ زمانہ سے محنت میں تو اجتماعی رنگ پیدا ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ جب ہزاروں کی تعداد میں مزدور ایک ہی جگہ کام کریں گے، اور ان کے مفاد میں بھی اشتراک ہوگا، تو تدریجاً ان میں یگانگت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ لیکن اس کے برعکس بڑے بڑے کارخانوں کے ظہور سے چھوٹے سرمایہ دار پِس کر خاک ہو جائیں گے، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجام کار مزدوروں کی کسی صف میں آشامل ہونگے۔ اور میدانِ مقابلہ میں چند سرمایہ دار رہجائینگے اور مزدوروں کی اُجرت کی تفریق کے بعد جو رقم خطیر بچیگی، وہ اس کے مالک ہونگے۔ بالفاظِ دیگر پیدائش دولت میں تو اشتراکی رنگ ہوگا۔ مگر تقسیم دولت میں انفرادیت کا عنصر غالب ہوگا۔ یعنی لاکھوں نفوس اکٹھے ملکر دولت آفرینی کے عمل میں شبانہ روز مشغول ہونگے۔ مگر جب تقسیم دولت کا وقت آئے گا، تو اس کا بیشتر حصہ چند کارخانہ داروں میں تقسیم ہوجائیگا جوں جوں یہ نظام معیشت اس ڈگر پہ چلتا جائے گا، یہ پہلو نمایاں ہوتا چلا جائے گا، کہ تخلیق دولت اجتماعی اصولوں پر ہو رہی ہے، اور تقسیم دولت میں انفرادیت کارفرما ہے۔ یہ وہ تضاد (Contradiction) ہے جو نظام سرمایہ داری میں پیدا ہو کر اس کی ہلاکت کا پیغام بن جاتا ہے۔ اور اسی ٹکراؤ سے اشتراکی انقلاب کے شرارے پھوٹ نکلتے ہیں۔

جب کوئی نظام انسانی حق آسائش زندگی پر متجاوز ہونا شروع ہوتا ہے۔ تو اس کے بطن میں کئی فتنے پرورش پانے لگ جاتے ہیں۔ ابھی ہم ایک ایسے تضاد کا ذکر کر چکے ہیں، جو مزدور اور سرمایہ دار کی خونیں آویزش کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اور اس آویزش کا ہر معرکہ سرمایہ داری کے لئے پیغام اجل ہوتا ہے۔ لیکن اس نظام کی خودکشیاں اسی پر ختم نہیں ہوجاتیں۔ بلکہ ان میں گوناں گوں ترقیاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ مزدور تو آپس میں پیوست ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور نادانستہ اپنے اندر اتحادِ عمل کا رنگ پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر سرمایہ اپنے ہم جنس سے بدظن ہو کر اس کی تخریب کے درپے ہوتا ہے۔ چونکہ اس کی ساری پیداوار منڈی کے لئے ہوتی ہے۔ اور معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning) کے فقدان کی وجہ سے اس کی مقدارِ پیداوار کو طلب و ضرورت سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ رسد (Supply) طلب (Demand) سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اور منڈی کے بھاؤ گر جاتے ہیں۔ جس سے سرمایہ دار کے متوقع منافع میں بھاری کمی واقعہ ہوجاتی ہے۔ اب اس کا ایک علاج یہ ہے، کہ کچھ کارخانے بند ہوجائیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے کارخانہ داروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مقابلہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ "مقاتلہ" شروع ہوجاتا ہے۔ اور عیّار سرمایہ دار اپنے حریفوں کا عرصۂ حیات تنگ کرکے ان کو میدانِ عمل سے نکال دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ ملک کے وسائل حیات پر چند سرمایہ دار قابض ہوجاتے ہیں۔ وہ پیدائش دولت کے عمل کی زیادہ سے زیادہ اصلاح اس طرح کرتے ہیں، کہ مشینی ایجادات کو کام میں لاتے ہیں۔ اس کی زد غریب مزدور پر پڑتی ہے۔ کیونکہ ایک مشین کئی مزدوروں کو بےکار کردیتی ہے۔ اور جو رہ جاتے ہیں، ان کو اوقاتِ کار میں پہلے سے زیادہ عرق ریزی کرنی پڑتی ہے۔ ایک طرف بےکاری کا دَور دَورہ شروع ہوجاتا ہے۔ دوسری طرف جو کارخانوں میں رہ جاتے ہیں، وہ جاں سوز صعوبتوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

سرمایہ داروں کے انسانیت سوز حیلے:۔ لیکن سرمایہ دار اپنے عملِ غصب کے عواقب سے دیر تک محفوظ نہیں رہتے۔ اُن پر ایک وقت ایسا آتا ہے، جب وہ محسوس کرنے لگتے ہیں، کہ ان کا طیّار کردہ مال نہیں بکتا۔ اور جو سرمایہ اس میں صرف ہُوا ہے، وہ سب اکارت گیا ہے۔ اس کساد بازاری کے صدمے سے بہت سے سرمایہ دار دیوالیہ ہوجاتے ہیں۔ ان کی زبوں حالی کے اثرات بڑے دُور رس ہوجاتے ہیں۔ اور اس سے بڑے بڑے بنک بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور اسی میں سرمایہ دار کی ہلاکت ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے سرمایہ دار بعض نہایت انسانیت سوز افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ پیدا شدہ مال کو منڈیوں سے روک لیتے ہیں۔ اور مصنوعی ذرائع سے رسد کو کم کردیتے ہیں، تاکہ بھاؤ چڑھ جائے۔ اور اگر مال کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، تو اس کو خود ضائع کردیتے ہیں۔ برازیل میں لاکھوں ٹن کافی (Coffee) دریائے ایمزان میں غرق کی جاتی رہی۔ اور اسی طرح مسیسپی میں کروڑوں ٹن دودھ دریا بُرد ہوتا رہا، تاکہ اس کی قیمت کے انہدام سے سرمایہ داروں کے قناطیر المقنطرہ میں معتد بہ کمی نہ آجائے۔

اسی طرح اور علاقوں میں جہاں قلب و دماغ پر سرمایہ داری کا کابوس مسلط تھا، اناج اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا اتلاف روا رکھا گیا۔ مبادا تباہ حال انسانیت ان کے استعمال سے اپنی گرسنگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مداوا کرلے، اور سرمایہ داروں کے دفینوں میں کمی واقع ہوجائے۔ دفع ہلاکت کا عمل اس پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ کارخانوں کے مزدوروں کو نکال دیا جاتا ہے، اور جن کو رکھا جاتا ہے، ان کو قوت لایموت سے بھی کم لینے پر رضامند کرلیا جاتا ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے، کہ "سرمایہ داری" کے ارتقا سے سرمایہ دار اور مزدور دونوں ہلاکت کی طرف جارہے ہوتے ہیں۔

جب حالات اور خراب ہوتے ہیں، تو سرمایہ دار آپس میں اتحاد کرلیتے ہیں، اور ان کے اس تعامل سے "اجارہ" (Monopoly) معرضِ وجود میں آتا ہے، اس سے مقابلہ کا دائرہ بہت محدود ہوجاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے، کہ ایک ہی چیز طیار کرنے والے کارخانہ دار مل جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اتحاد عالمگیر چھوڑ ملک گیر بھی نہیں ہوتا۔ اس واسطے جب ایک ہی ملک میں کئی ایک "اجارے" پیدا ہوجاتے ہیں، تو پھر اُن میں ٹھن جاتی ہے۔ اب میدانِ مقابلہ میں حریفوں کی تعداد تو یقیناً تھوڑی ہے۔ مگر ان کا مقابلہ بہت شدید ہوتا ہے۔ اور اس کے مہلک اثرات کی گیرائی بھی پہلے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان کی چپقلش سے لاکھوں انسان مفلس و قلاش ہوجاتے ہوجاتے ہیں۔ اور ملک میں معاشی ابتری پھیل جاتی ہے۔

امپیریلزم کا آغاز۔ جس طرح صنعت و حرفت میں معرکۂ کارزار گرم ہوتا ہے، اسی طرح بنک (Banks) بھی آپس میں برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔ چھوٹے بنک ٹوٹ جاتے ہیں، اور سرمایہ کی فراہمی کا کام سمٹ کر چند بنکوں کے پاس آجاتا ہے۔ ان بنکوں کے مالک بھی سرمایہ دار ہی ہوتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد بنک بھی ایک دوسرے میں مدغم ہوجاتے ہیں، تاکہ مقابلے کی شدت کم ہو۔ اور ہلاکت سے بچنے کی صورت نکل آئے۔ چونکہ تمام سرمایہ کا منبع بنک ہوتے ہیں۔ اس واسطے عملِ انضمام کے بعد جو بنک قائم رہتے ہیں، وہ ملک کے اقتصاد پر مستولی ہوتے ہیں۔ کارخانے منڈیاں اور موادِ خام کے ذخائر سب ان کی گرفت میں ہوتے ہیں، وہ جس رنگ میں چاہتے ہیں معاشی مشینری کو چلاتے ہیں۔ ملک کی حکومت بھی ان کے سامنے سرنگوں ہوجاتی ہے۔ اگرچہ حکومت پر جمہوریت کا زرنگار نقاب چڑھا ہوا ہوتا ہے، مگر اس کے پیچھے یہی چند سرمایہ دار ہوتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ملک پر حکومت کر رہے ہوتے ہیں۔ مجالس آئین ساز کے نمائندے ان کے آوردہ اور پروردہ ہوتے ہیں۔ اور تمام ملک میں قانون کی کَل اُن کی مشیت کے مطابق چلتی ہے۔ نظام سرمایہ داری ترقی کرتا کرتا اس سٹیج پر پہونچتا ہے جس کو شہنشاہیت (Imperialism) کہتے ہیں۔ یہاں سے "تیشۂ فرہاد" اور "حیلۂ پرویزی" کی آخری جنگ کی جھلکیاں نظر آنے لگتی ہیں۔

امپیریلزم کے دور کے آغاز کے ساتھ عمل استحصال کا دائرہ اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ تمام دنیا اس کی زد میں آجاتی ہے۔ اور سرمایہ دار اپنی شانِ شدّادی میں دور دراز ممالک کو اپنی آماجگاہ بنا لیتا ہے، وہاں سے موادِ خام لاتا ہے، اور اپنے کارخانے کے مصنوعات وہاں جاکر بیچتا ہے۔ کیونکہ اس کا اپنا ملک اس کے استحصال کا حریف نہیں ہو سکتا۔ اور وہ اس پر مکتفی نہیں ہو سکتا کہ اپنے کاروبار کو کسی ایک سٹیج پر محدود کر دے۔ اور مزید توسیع سے مستغنی ہو جائے۔ اس کی حالت استسقاء کے مریض کی سی ہوتی ہے، جو پانی پیتا جاتا ہے، اور اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ بعینہٖ سرمایہ دار کا کسی نقطہ پر رُکنا محالات میں سے ہے۔ چنانچہ یہ اس کی حرص و آزہی ہے جو اس کو دنیا کے مجہول الحال حصّوں میں لے جاتی ہے، جہاں وہ اپنی زرپاشی سے مُلک کو "درس تہذیب" دیتا ہے۔ وہاں ریلیں اور سڑکیں بنائی جاتی ہیں۔ مدارس کا اجراء ہوتا ہے۔ جنگل کاٹ کر کھیتی باڑی کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ بطنِ ارض میں جو خزائن و دفائن ہیں، ان کو باہر لایا جاتا ہے اور ان کی بدولت کارخانے قائم کئے جاتے ہیں۔ امتدادِ زمانہ سے صنعتی تہذیب کے تمام پہلو رونما ہو جاتے ہیں۔ یہ نوزائیدہ بستی "کالونی" (Colony) کہلاتی ہے اور اس کے باشندے مجبور ہوتے ہیں، کہ اپنے آباد کرنیوالوں کے مرز و بوم کو اپنی مادر وطن سمجھیں اور اس کے تابع فرمان رہیں۔

سرمایہ داروں کی رقابت اور جنگ کا آغاز:۔ اس طرح نو آبادیات کی طرح پڑتی ہے۔ ایک سرمایہ دار ملک کی استعماری سرگرمیاں دوسرے ملک کے سرمایہ داروں کو اس عمل کی طرف متوجّہ کرتی ہیں۔ اور یہ لوگ بھی غیر آباد اور پسماندہ ممالک کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ بھی دنیا کا کوئی نہ کوئی گوشہ ہتھیا کر اُس کے "معلّم" اور "مربّی" بن جاتے ہیں۔ اور اپنے ملک کی دولت میں دن دُونی رات چوگنی ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح سرمایہ دار ممالک کا تمام روپیہ اکنافِ عالم میں پھیل جاتا ہے۔ اور ساکنانِ ارض ان کی سیم وزر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان کی غلامی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ تمام زمین کے حصے بخرے ہو جاتے ہیں۔ چونکہ آئینِ سرمایہ داری میں قناعت ایک جرم ہے۔ اس واسطے "جُوعِ الارض" کی بڑھتی ہوئی رَو نئے علاقے نہ ہونے پر بھی ختم نہیں ہوتی۔ جو نوآبادیات سے محروم ہیں وہ اپنے قدم جمانے کی فکر میں ہیں۔ جن کے پاس نوآبادیات ہیں، وہ قانع نہیں اور ھل من مزید کی صدائیں لگا رہے ہیں۔ ادھر خدا کی زمین باوجود اپنی پہنائیوں اور وسعتوں کے جوعِ الارض کے سیلاب کے آگے سُکڑتی چلی جاتی ہے۔ نئے قطعاتِ ارض نہ آسمان سے نازل ہو سکتے ہیں اور نہ سمندر ان کو اگل سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ استعماری قومیں اپنے مقبوضات کے تحفظ اور ان کی توسیع کے لئے اپنی عسکری قوت کو بڑھاتی ہیں۔ تاکہ نہ صرف کسی ہمسایہ قوم کے جارحانہ اقدام سے محفوظ رہیں، بلکہ اگر موقعہ ملے تو کسی کمزور ہمسائے کو محکوم بنا لیں۔ اس طرح تمام سرمایہ داروں میں ایک قسم کا اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ جب استعماری پروگرام میں پیکار ہو اور ساتھ ساتھ فوجی طیاریاں بھی ہو رہی ہوں، تو جنگ کو روکنا محالات میں سے ہے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم بھی انہی مخاصمتوں کی وجہ سے شروع ہوئی۔ اور موجودہ محاربۂ عظیم کا بھی ایک ہی سبب ہے۔ اور وہ ہے اقتصادی رقابت۔ یہ مغربی اقوام اس دنیا کو مالِ غنیمت سمجھتی ہیں۔ اور اس کی تقسیم پر ایک دوسرے سے اُلجھ پڑتی ہیں۔ اور یہ جنگ ہی ان کے نظام کے لئے پیغامِ اجل ثابت ہو گی۔ امپیریلزم سرمایہ داری کے عروج کی انتہاء اور اس کی بربادی کی ابتداء ہے۔ بین الاقوامی میدانِ عمل میں تو عسکریانہ کشمکش ہو رہی ہوتی ہے۔ ادھر ملک کی دولت میں روز افزوں اضافے سے مالدار طبقے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر ملک کے اخلاق کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور مزدور کی حالت دن بدن پتلی ہوتی جاتی ہے۔ اس سے ملک میں شدید طبقاتی جنگ کی داغ بیل پڑنی شروع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوجاتی ہے۔ الغرض سرمایہ دار دو محاذوں پر مصروف پیکار ہوتا ہے۔ ایک وہ محاذ جس میں اس کا حریف مقابل خود اس کا ہم مشرب یعنی سرمایہ دار ہوتا ہے۔ دوسرے محاذ پر اس کو مزدوروں کی منظم قوت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ اس کی اپنی بداعتدالیاں ہی ہیں۔ جو مزدوروں میں بیداری پیدا کرکے انہیں منظم کر دیتی ہیں۔ جب "مسکرات خواجگی" سارے کے سارے بے اثر ہوچکتے ہیں اور سرمایہ داری کی فتنہ سامانیاں طشت از بام ہوچکتی ہیں۔ اور مزدور کو کسی چارہ سازی کی امید نہیں ہوتی۔ تو وہ ناچار محض صیانت حیات کی خاطر اپنے ظالم آقا و آجر کے خلاف صف آراء ہوجاتا ہے۔

سرمایہ داری اور تمدن کا تصادم:۔ ان ناگوار حالات کی روک تھام کے لئے سرمایہ دار بہت ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، مگر ان کا ذہن و فکر اتنا ماؤف ہوجاتا ہے، کہ ان کا ہر اقدام ایک نئے فتنے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اور حق یہ ہے، کہ ایک انسانیت سوز نظام سے تعمیری اور اصلاحی مساعی کی توقع کرنا فعل عبث ہے۔ بھلا حنظل سے حلاوت حاصل ہوسکتی ہے؟ چونکہ ایجادات واختراع سے ملک کی دولت میں افزائش ہوتی ہے۔ اور اس سے انجام کار منڈی کے بھاؤ میں مزید انہدام کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کیپٹلسٹ اجارہ دار (Monopolists) ایجاد واختراع کی روک تھام میں لگ جاتے ہیں۔ لینن نے اپنی ایک کتاب میں ایک اسی قسم کے واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے، کہ امریکہ میں کسی نے بوتل سازی کی مشین ایجاد کی جس سے بوتلوں کی صنعت میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا۔ ایک جرمن اجارہ دار نے اس ایجاد کے پیٹنٹ (Patents) خرید لئے اور ان کو چھپا دیا۔ تاکہ یہ ایجاد رواج پذیر نہ ہوجائے۔ اسی طرح انگلستان میں کیمیکل فرم کے مشہور عالم مالک لارڈ میلچٹ Lord Melchett سنہ ۱۹۳۱ء سنہ ۱۹۳۳ء میں ملک میں لیکچر اور اخبار کے ذریعے سے اس بات کا پروپیگنڈا کرتا رہا، کہ ایجادات واختراعات انسانی بہبود کے لئے زہر قاتل ہیں۔ اس واسطے ان کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ اہل کلیسا، جو سرمایہ داروں کے وظیفہ خوار تھے، اپنی نمک حلالی کا ثبوت دیتے رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اپنے گرجاؤں اور معبدوں میں اجتماعی دعائیں کرتے رہے، کہ اختراعی قوت انسان سے سلب ہوجائے۔ اسی طرح ماہر معاشیات اور اخلاقی واعظین بھی اس بات کا پرچار کرتے رہے، کہ ایجادات کا سیلاب تہذیب انسانی کو تباہ کردے گا۔ قصہ مختصر سرمایہ دار ایک سٹیج پر جا کر تمدن کو فنا کرنا چاہتا ہے۔ اور بربریت اور وحشت کو واپس لانا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس میں اس کو اپنا تحفظ نظر آتا ہے۔ مگر یہ تمام حیلے اس کو مکافات عمل کی گرفت سے نہیں بچا سکتے۔ اور وہ کشاں کشاں ہلاکت کی وادی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور دنیا اس کی بربادی کو برائی العین دیکھ لیتی ہے۔ بقول شاعر سرمادار اپنے محبوب نظام کی لاعلاج تباہی پر بجا طور پر کہہ سکتا ہے:۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ؛ ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا

سرمایہ داروں کی خودکشیوں کے واقعات:۔ اقتصادی تاریخ میں سنہ ۱۹۳۲ء کا سال انتہائی ضیق اور کساد بازاری کا سال ہے۔ جب دنیا کے تمام بڑے بڑے سرمایہ دار موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوگئے۔ اور سرمایہ داری کے تضادات (contradictions) منصۂ شہود پر آگئے، اور سرمایہ دار ممالک یعنی امریکہ، انگلستان، جرمنی اور فرانس نے اپنے کارخانوں اور کانوں کی پیداوار کو بقدرِ نصف کم کردیا تاکہ مصنوعات کی گرتی ہوئی قیمتیں کسی ایک نقطے پر ساکن ہوجائیں۔ لیکن تباہی کا سیلاب اس طرح نہ رکنا تھا اور نہ رکا۔ اور دنیا کے کاروبار اور تجارت میں ایک جانگسل جمود پیدا ہوگیا۔ اور کئی کروڑپتی سرمایہ دار مختلف ممالک میں دیوالیہ ہوگئے۔ ان میں سے بہتوں نے خودکشی کرلی۔ نظام سرمایہ داری کی چتا پر ستی ہونے والوں کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے اپنے میدانِ عمل میں یگانہ روزگار تھے۔ اور ان کے اس فعل سے نہ صرف اخباری دنیا میں سنسنی پھیل گئی، بلکہ صنعت وحرفت اور تجارت پر لرزہ طاری ہوگیا۔

کوڈک کیمرہ (Kodak Camera) سے کون واقف نہیں۔ اس کے اشتہارات ہر ملک کے ہر شہر کے ہر کوچے میں دیکھے جاتے ہیں۔ "Kodaks" کی عالمگیر تجارت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے۔ مگر یہ فرم بھی سنہ ۱۹۳۲ء کی سرد بازاری کا شکار ہوگیا۔ اور اس کا مالک ایسٹ مین (Eastman

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا متوحش ہوا، کہ اس نے خودکشی میں اپنی نجات سمجھی۔

کرُوگر (Kreuger) کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ دنیا کے ہر حصے میں اس کے کارخانہ جات کی بنی ہوئی دیا سلائیاں استعمال ہوتی تھیں۔ اور جہاں جہاں یہ دیاسلائی روشن ہوئی، اس کا نام بھی روشن ہو گیا۔ لیکن یہ فرم بھی معاشی سیلاب کے گرداب میں غرق ہو گیا۔ اور اس کے مالک Kreuger نے انتہائی بےچارگی کی حالت میں اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنا لیا۔

اسی طرح شکاگو میں سوِفٹ (Swift) نامی ایک سرمایہ دار تھا۔ یہ گوشت کی تجارت کرتا تھا۔ اور اس کی تجارتی جہات تمام مہذب دُنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ ارجنٹائن اور آسٹریلیا میں اس کے ڈپو (Depot) قائم تھے۔ اور اس میدان میں اس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ لیکن اس کی بعید از قیاس دولت بھی اس کو المناک انجام سے محفوظ نہ رکھ سکی۔ عالمگیر کساد بازاری سے اس کے کاروبار کو شدید صدمہ پہونچا۔ جانبری کی صورت نہ پاتے ہوئے اس ملک التجار نے اپنے فلک بوس محل (Skyscraper) سے چھلانگ لگا دی اور پاش پاش ہو گیا۔

نیا سنسار اور کارل مارکس کا جنتر منتر:۔ یہ حادثات انفرادی نہ تھے۔ بلکہ ایک عالمگیر عارضہ کی خوفناک علامات تھیں۔ جس نے نظام معاشی کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیا تھا۔ ادھر سرمایہ داروں کی بساط اُلٹی جا رہی تھی۔ ادھر مزدور اور دہقان بھی اس طوفان بےتمیزی کے شکار ہو رہے تھے سرمایہ دار ممالک میں بے روزگاری حیرت انگیز سُرعت کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔ امریکہ میں ۱۹۳۳ء کے وسط میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ نفوس بے کار تھے۔ جرمنی میں پچاسی لاکھ۔ جاپان اور انگلستان میں تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ لاکھ لوگ بے روزگاری کا شکار تھے۔ بعض ماہرین معاشیات کا اندازہ ہے کہ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۳ء میں تمام دنیا میں بیس کروڑ انسان بے کار تھے۔ یہ اعداد و شمار سرمایہ داری کے اضمحلال کی بصیرت افروز تفسیر ہیں۔ چونکہ اس نظام کی مضرت اس کی منفعت سے بڑھ گئی تھی۔ اور خدائی قانون فامّا ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض کے ماتحت اس کا مٹنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور اس کی چارہ گری انسانی طاقت سے باہر تھی۔ سرمایہ داروں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پُرانے حربے اب بیکار تھے، نہ وہ خود سنبھل سکتے تھے، اور نہ اپنے مظلومین کی آتش انتقام کو سرد کر سکتے تھے۔ بقول لینن سرمایہ داروں نے اپنے سلب و غصب سے "اپنے گورکن" (Grave diggers) خود پیدا کر لئے۔ اب جو معرکۂ خونین دُنیا میں برپا ہے۔ یہ درحقیقت عمرانی تصورات کی آتش پیکار ہے۔ اس وقت بھی جبکہ جنگ کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا معلوم نہیں ہوتا۔ صاحب بصیرت اس کے ہنگاموں میں ایک "نئے سنسار" کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ جس میں معاشی استحصال ظلم کے نام سے منسوب ہوگا۔ اور انسان اپنی حلال کی کمائی اور اپنی منفعت بخشی سے سماج میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

کارل مارکس نے بھی سرمایہ داری کا بصیرت افروز تجزیہ کیا۔ اور اس کی ہلاکت کی پیش بینی کی۔ اور اس کا فقرہ "Expropriators will be expropriated" (غاصب اپنے مقبوضات سے محروم کئے جائیں گے) علمی دُنیا میں زبان زد خلائق ہے۔ ایچ۔ جی۔ ویلز (H. G. Wells) کا قول ہے، کہ کارل مارکس نے عمرانی حالات کا خوب جائزہ لیا۔ مرض کی تشخیص بھی بے خطا کی۔ مگر جب نسخہ لکھنے کا وقت آیا، تو بجائے کوئی مؤثر دوائی تجویز کرنے کے جنتر منتر تجویز کر دیا۔

کارل مارکس کے "جنتر منتر" اور "خطوط خمدار" کی جو عرف عام میں "کمیونزم" کے نام سے معروف ہیں، تفصیلی بحث اگلی اقساط میں آئے گی ؛

خالص شہد کستوری۔ زعفران اور سلاجیت منگانے کا پتہ:۔
چوہدری عبد الحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی کتابوں پر تبصرہ

Pakistan A Nation (پاکستان بحیثیت قوم) مصنفہ جناب الحمزہ۔

لارڈ برکن ہیڈ آنجہانی نے ۱۹۲۷ء میں ہندوستانی لیڈروں کو یہ چیلنج دیا کہ ہندوستان کی مکمل آزادی کے دعویٰ سے پہلے یہ تو ثابت کرو، کہ تم آزادی کے لائق بھی ہو۔ اور ہندوستان کی آئندہ حکومت کی تشکیل کا ایک ایسا خاکہ جس پر زیادہ سے زیادہ ہندوستانی متفق ہوں، پیش کرو تا ہمیں معلوم ہو، کہ تم لوگ کس پانی میں ہو۔

اس چیلنج کے جواب میں انڈین نیشنل کانگریس نے نہرو کمیٹی کی تیار کردہ نہرو رپورٹ کو پیش کیا۔ کانگریس نے نہرو رپورٹ شائع کرکے ثابت تو یہ کرنے کی کوشش کی، کہ یہ رپورٹ ہندوستان کا متحدہ مطالبہ ہے، لیکن رپورٹ کے شائع ہونے سے لیکر آج تک ہندوستان کی مختلف قوموں اور فرقوں میں اس مسئلہ کے متعلق کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت کی شکل کیا ہو، اختلاف بڑھتا ہی چلا گیا۔ اس رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کے سیاسی مطالبات ایک معین شکل میں پیش ہونے لگے۔ جہاں نہرو رپورٹ نے ہندوستان کو ایک متحدہ ملک تصور کرکے اس کو ایک مختار مرکز کے ماتحت کیا۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت دفاقی شکل کی ہو۔ جس میں صوبے مرکز کے اثر سے بالکل آزاد ہوں۔ یہ مطالبہ دن بدن زور پکڑتا گیا۔ یہاں تک کہ اب مسلمانانِ ہند کا ایک بڑا حصہ اور ذی اثر حصہ اس خیال پر پختگی سے قائم ہے، کہ نہ صرف یہ کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت دفاقی شکل کی ہو، جس میں صوبے مرکز کے اثر سے آزاد ہوں، اور مرکز کی اپنی کوئی حیثیت ہی نہ رہے۔ بلکہ مرکزی حکومت ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی ہندو اور مسلمان کے درمیان ایک سیاسی معاہدہ کی شکل میں ہو۔ جس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دونوں قومیں مساوی حیثیت میں شامل ہوں۔ اور ہندوستان کے خارجی اور بین الاقوامی معاملات باہمی سمجھوتہ سے طے ہوں۔ مَیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا، کہ یہ خیال درست ہے یا غلط، لیکن ہندو دوستوں کے لئے یہ سوچنے کا مقام ضرور ہے، کہ ان کے سلوک سے تنگ آکر ان کے متعلق گذشتہ بیس سالوں میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر میں کتنا عظیم الشان تغیّر ہوا ہے۔ کہاں ۲۱-۱۹۲۰ء کا ہندو مسلم اتحاد اور گاندھی جی کی لیڈری، کہاں آج کا مسلمانوں کا پاکستانی مطالبہ۔ جو ہندو جداگانہ انتخاب سے گھبراتے تھے۔ آج ان کے سامنے مسلمانوں کا یہ مطالبہ پیش ہو رہا ہے، کہ یہ مشترک یا جُداگانہ انتخاب کیسا؟ ہمارا ہندوؤں سے واسطہ کیا؟ وہ اور ہم دو مستقل قومیں ہیں۔ اور ہندوستان ایک ملک نہیں، بلکہ ایک برّاعظم ہے۔ اور یہ مطالبہ محض ہندوؤں کو ڈرانے کے لئے پیش نہیں کیا جارہا، تاکہ ہندو اس سے ڈر کر مسلمانوں کے دوسرے اور حقیقی مطالبات مان لیں۔ بلکہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے حصّے کے سیاسی ایمان کا سب سے بڑا جزو ہے۔ اور اس مطالبہ کی معقولیّت اس سے ظاہر ہے، کہ کم وبیش گذشتہ دو سال کے عرصہ میں جب سے اس کو ایک سیاسی مطالبہ کی شکل میں پیش کیا جانے لگا ہے، اس کو اتنی مقبولیّت حاصل ہوئی ہے، کہ حکومت برطانیہ جو دل سے اس مطالبہ کے خلاف ہے، کہ وہ ابھی لمبے عرصہ تک ہندوستانی مرکزی حکومت کو کمزور نہیں کرنا چاہتی، اس مطالبہ کی معقولیّت کے پیش نظر اس کو ردّ نہیں کر سکی۔ حقیقت یہ ہے، کہ خواہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ اس کی مطلوبہ شکل میں پورا ہو یا نہ ہو، اور خواہ اسکو اس کی پیش کردہ شکل میں منظور کرنے کے راستہ میں کتنی ہی ناقابلِ عبور مشکلات حائل ہوں، دیانتداری سے اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کہ مسلمان اور ہندو قطعی طور پر دو الگ الگ قومیں ہیں۔ اور اگر ان دونوں قوموں کو زبردستی ایک رسّی میں جکڑ دیا گیا، اور ایک مرکزی حکومت کے سپرد اس کی قسمت کردی گئی، تو نتیجہ بدترین قسم کی خانہ جنگی ہوگی۔ قومیت کے لوازمات یہاں بالکل مفقود ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ ہندو اور مسلمان کچھ عرصہ سے ایک حکومت کے ماتحت ایک حصّہ زمین میں جو سارے کا سارا اس بدلیشی حکومت کے اقتدار کے نیچے ہے اکٹھے رہ رہے ہیں، ان کو ایک قوم نہیں بنا سکتا۔ اشتراک وطن ہی قومیت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واحد لازمہ نہیں ہے، اور نہ یہ سب سے بڑا لازمہ ہے۔ تشکیل قومیت کے دوسرے لوازمات مثلاً اشتراک زبان۔ ادب۔ تاریخی روایات۔ رسوم وعادات، اشتراک معاشرت اور طرز زندگی۔ اشتراک افکار اور تخیلات۔ معاشی اغراض اور مادی مفاد یہاں نہیں پائے جاتے۔

جناب الحمزہ نے نہایت قابلیت سے اپنی قیمتی تصنیف میں اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ ہندو مسلمان نہ کبھی ایک قوم ہوئے ہیں اور نہ کبھی ایک قوم بن سکتے ہیں۔ اگر پانی اور آگ کا امتزاج ہو سکتا ہے۔ اگر نور اور ظلمت ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں، تو ہندو اور مسلمان بھی ایک قوم بن سکتے ہیں۔ جناب مصنف کو تو اس سوال میں یہانتک غلو ہے اور اس بارہ میں انہوں نے اپنے دعویٰ کو معقولی دلائل سے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے، کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں کا تو وطن ہی الگ الگ ہے۔ باقی قومیت کے لوازمات تو پہلے ہی مفقود تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ثابت شدہ حقائق کی بناء پر یہ امر ثابت کیا ہے۔ کہ نہ رقبہ اور آبادی کی کثرت کے لحاظ سے ہندوستان ایک ملک ہے اور نہ اپنے باشندوں کی مختلف نسلوں رنگوں۔ ان کے عادات۔ خصائل۔ شکل۔ لباس۔ خوراک۔ جسمانی بناوٹ۔ مذہبی عقائد طرز بود و باش کے لحاظ سے۔ جتنی قومیں، اور رنگ اور جتنی آبادی اور جتنا رقبہ روس کو چھوڑ کر یورپ کا ہے۔ اس سے ہر رنگ میں ہندوستان بڑھا ہوا ہے۔ اور ہندوستان کے ایک ایک صوبے کا رقبہ یورپ کے بڑے بڑے ملکوں کے رقبہ سے بڑا ہے۔ اور جو سوشل۔ مذہبی۔ لسانی معاشی ادبی معاشرتی اختلافات یورپ کے مختلف ملکوں میں ہیں۔ اس سے زیادہ اختلافات ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہیں۔ اگر یورپ ایک قوم نہیں، اور نہ ایک قوم بن سکتا ہے، تو ہندوستان بھی ایک ملک نہیں۔ اور نہ ایک قوم بن سکتا ہے۔

بہر حال کتاب اتنی لطیف اور قیمتی معلومات سے مملو ہے کہ اس کے سرسری مطالعہ سے پڑھنے والا مصنف کے خیال کا مؤید ہونے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ ہمارا خیال ہے، کہ پاکستانی مسئلہ اب چونکہ ہندوستانی سیاست میں ایک زندہ مسئلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس لئے کتاب کی تصنیف اور اشاعت صحیح وقت پر ہوئی ہے۔ یہ کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زبان بہت اچھی ہے۔ اور قیمتی معلومات سے بھری ہوئی ہے۔ شیخ محمد اشرف صاحب کشمیری بازار لاہور سے تین روپیہ میں مل سکتی ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی بھی قابل تعریف ہے۔ کتاب کے حجم کے لحاظ سے قیمت کچھ زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کو پڑھنے کے بعد انسان مطمئن ہوجاتا ہے، کہ میرے روپے ضائع نہیں ہوئے۔ یہ کتاب کسی عارضی ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔ بلکہ ایک علمی مسئلہ کا ایک علمی حل ہے۔ اور اس لئے اس کی افادیت مستقل ہے۔ کتاب چھبیس نقشوں سے مزین ہے۔ اور ہر ایک نقشہ پاکستانی سوال کے کم از کم ایک پہلو کا آئینہ دار ہے؂

وصیّتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع دے؂

نمبر ۵۸۷۵ :۔ منکہ حسین خاں ولد چوہدری حاکم خاں صاحب قوم جٹ چجہ پیشہ زراعت عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت فروری سنہ ۱۹۰۷ء ساکن کوٹ آغا ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ہش بہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

سات بیگھہ اراضی قسم بارانی رقبہ واقعہ موضع کوٹ آغا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ جو بالعوض مبلغ -/۵۱۵ روپے میں رہن کردی ہوئی ہے۔ لیکن میرا گذارہ کاشتکاری پر ہے۔ جس سے مجھے اس وقت اندازاً -/۱۵۰ روپیہ سالانہ آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے۔ کہ سند رہے۔ فقط العبد [illegible] نشان انگوٹھا [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد :- شریف احمد سیکرٹری مال نصرت آباد اسٹیٹ ۔ گواہ شد ۔ چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال ؛

نمبر ۵۷۷۴ :- منکہ حکیم نظام الدین ولد حکیم عبد الکریم قوم شیخ پیشہ طبابت عمر اندازاً ۵۲ سال ۔ تاریخ بیعت اگست ۱۹۰۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۷/۳۴ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے نہ منقولہ نہ غیر منقولہ ۔ میرا گذارہ طبابت کی آمد پر ہے جو سر دست دس روپیہ سے لیکر بیس روپے تک ماہوار ہے یعنی کوئی مقرر نہیں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ مَیں انشاء اللہ تاحین حیات اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصّہ بمد وصیّت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہونگا ۔ میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو ۔ اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر مَیں اپنی جائیداد کا کل حصّہ وصیّت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں ۔ تو میرے ترکہ سے وہ حصّہ یا جزو حصّہ اداشدہ شمار ہوگا ؛

العبد :- حکیم نظام الدین مبلغ ۔ ممتاز الاطباء ۔ گواہ شد :- محمود بیگ سکنہ پٹی حال دار الرحمت

گواہ شد :- محمد ابراہیم سکنہ بھینی بانگر ۔

نمبر ۵۹۰۷ :- منکہ عنایت بیگم زوجہ بشیر احمد صاحب چغتائی عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ۹/۳۴ ساکن راولپنڈی حال جمشید پور صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے ۔ ہار طلائی ۴ تولہ گیارہ ماشہ ۔ کانٹے ساتھ ماشہ چوڑیاں ۳ تولہ انگوٹھی ۹ ماشہ ایک رتّی ۔ سوئی کلپ سات ماشہ کل نو تولہ دس ماشہ ایک رتّی ۔ نقد - /۱۰۰ روپیہ میں اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیّت کرتی ہوں ۔ میری اس کے سوا اس وقت اور کوئی کسی قسم کی جائیداد نہیں ۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

الامۃ :- عنایت بیگم ۔ گواہ شد :- لفٹیننٹ چودھری عبد اللہ خان بی ۔ اے گورنمنٹ بنگلہ ۲ ٹاٹا نگر ؛ گواہ شد :- بشیر احمد چغتائی بی ۔ ایس ۔ سی ۔ خاوند موصیہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ۔ 12/5 Kadma ۔ ٹاٹا نگر ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھئے اطبیہ عجائب گھر کے متعلق اکابر کیا فرماتے ہیں؟

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت:۔

"مَیں طبیہ عجائب گھر سے ایک عرصہ سے ادویہ لیتا رہا ہوں۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ مالک طبیہ عجائب گھر نہایت شوق، محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہایت اعلیٰ درجہ کی مل سکتی ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جو دوست آپ سے ادویہ خرید فرمائینگے۔ وہ ہر طرح سے مطمئن ہونگے۔ خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے متعدد نسخہ جات اعلیٰ درجہ کی ادویہ سے تیار کئے جاتے ہیں"

حضرت مفتی محمد صادق صاحب قادیان:۔

"حکیم صاحب نے قیمتی ادویہ مثلاً مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ مروارید۔ معدنی اشیاء نیلم۔ زمرد۔ پکھراج۔ لعل وغیرہ۔ نباتاتی ادویہ بہت عمدہ خالص اور اصلی بہت محنت اور جانفشانی سے مہیا کی ہیں۔ اور قیمتیں بھی بازاری نرخ سے کم رکھی ہیں۔ یونانی طرز علاج میں آجکل یہ بڑی مشکل ہے، کہ دوائی اصلی نہیں ملتی۔ اور بے اثری کا الزام ناحق نسخہ لکھنے والے کی گردن پر لگ جاتا ہے۔ حکیم عبدالعزیز خانصاحب اس مشکل کو عمدگی سے حل کر رہے ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ ان سے منگوائیں۔ اور فائدہ اٹھائیں"

جناب سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ:۔

"عبدالعزیز خانصاحب کا عجائب گھر دیکھکر الجنون فنون کا فقرہ بے ساختہ زبان پر جاری ہوا۔ اور مَیں سمجھا، کہ یہ جنون انسان کی ترقی کا راز ہے۔ جماعت احمدیہ میں خانصاحب پہلے شخص ہیں۔ جنہیں عجائب کے جمع کرنیکا غیر معمولی شوق ہے۔ ان کی محنت اللہ کرے کہ ہمیشہ کیلئے یادگار رہے"

طبّیہ عجائب گھر۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر محمد ظفر اللہ خانصاحب

دواخانہ نور الدینؓ میں

۱۹؍ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رکن حکومت ہند دواخانہ نور الدین میں تشریف لائے۔ ایک گھنٹہ کے قریب آپ دواخانہ میں تشریف فرما رہے۔ آپ کے ہمراہ جناب چودھری بشیر احمد صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی کنٹرولر آف سپلائز پنجاب بھی تھے۔ آنریبل سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے "دواخانہ نور الدینؓ" کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے:۔

"حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ میرے باپ کے محسن تھے، پھر میرے محسن تھے۔ مولوی عبدالوہاب صاحب عمر میرے محسن زادے ہیں۔ مجھے یہ سُنکر بہت خوشی ہوئی۔ کہ انہوں نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اور ایک حد تک اس فن میں دسترس بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اور اپنے یگانہ اور یکتا باپ کے چھوڑے ہوئے خزانوں کو بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے استعمال کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں اور اس نیت سے ایک دواخانہ بھی قائم کیا ہے۔ چنانچہ آج میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا اور دواخانہ دیکھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا بیاض دیکھا اور اس محبوب دستخط کو دیکھکر دل کی عجیب کیفیت ہوئی جب میں انگلستان میں طالب علم، تو اس دستخط میں مجھے نوازا کرتے تھے۔ کبھی ارشد وارجمند باشی سے خطاب فرماتے۔ کبھی ظفر اللہ باشی سے کبھی پیارے پر ہی اکتفا کرتے۔ میں کہاں سے کہاں چلا گیا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنے مقدس باپ کا ایک قول یاد کراتا ہوں جو وہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "میاں اُونٹ چالیس اور بوتا پینتالیس" اب ہماری خوشی تو جب ہی پوری ہو۔ جب مولوی عبدالوہاب صاحب اس قول پر عمل کرنے میں ثابت ہو جائیں"۔ آمین۔

خاکسار ظفر اللہ خان

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے)

حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت میں سب سے بڑے روحانی طبیب تھے۔ اسی طرح ساری عمر آپکی جسمانی بیماریوں کو چنگا کرنیکی فکر میں گذری طبّی دنیا میں جو شہرت آپکو حاصل تھی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ راجا سے لیکر پرجا تک سب پر آپکا فیض جاری تھا۔ ایک طرف اگر جموں و کشمیر کا عظیم الشان مہاراجہ سالہا سال تک آپ کے زیر علاج رہا۔ تو دوسری طرف آپ کیلئے یہ امر باعثِ فخر تھا۔ کہ عالمِ روحانیت کا عظیم الشان بادشاہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بھی جب سے آپ قادیان میں ہجرت کر کے آئے وصال تک معالج رہے۔ حضرت حکیم الامت یونانی ویدک اور انگریزی تینوں طریقوں سے علاج کرتے تھے۔ آپنے اپنی ساری عمر کے تیر بہدف مجربات اپنی قلم سے ایک بیاض میں قلمبند کئے جس میں ہر مرض کے بینظیر سے بینظیر نسخے درج ہیں۔ یہ بیاض آپ کے صاحبزادوں کے پاس ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی اسی وقت سے آجتک گو آپ کے بعض شاگردوں نے بعض نسخے بنا کر پبلک کو دیئے۔ مگر یہ گنجینہ پوری طرح دنیا پر بند رہا۔ آپ کی وفات کے ۲۷ سال بعد خدا تعالیٰ نے آپکے صاحبزادوں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ اپنے حاذق الملک باپ کے مخفی مجربات کو اپنی نگرانی میں دیانت امانت۔ سچائی اور توجّہ سے خالص اور صحیح اجزا سے تیار کر کے دُنیا کے فائدہ کے لئے پبلک میں لائیں۔ اور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق بنیں۔ انکی طرف سے اخبار الفضل کی ایک قریب کی اشاعت میں اس امر کا اعلان ہو چکا ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرت اس امر کے اعلان کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان پوری توجہ اخلاص اور

ہمدردی کے ساتھ بینظیر باپ کے بے نظیر نسخوں کو

اپنی نگرانی میں بنوا رہے ہیں۔ اس لئے تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ اعلان کردہ ادویہ یا جو بھی نسخہ بنوانا چاہیں۔ وہ آرڈر دے کر بنوا سکتے ہیں

بالآخر دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حکیم الامت کے فیض کو تا ابد جاری فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نورالدینؓ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کیا فرماتے ہیں؟

میری مدت سے یہ خواہش رہی کہ حضرت استاذی المعظم خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک مہاراجگان کے شاہی طبیب رہے۔ اور جن کے دستِ شفا کی شہرت دُور دُور تک تھی۔ ان کے طبّی تجربات سے دُنیا کو بہرہ ور کرتے رہنے کے واسطے ان کے صاحبزادوں میں سے کم از کم ایک پیشۂ طبابت اختیار کرتا۔ صاحبزادہ مولوی عبدالمنان صاحب جب علیگڈھ جانے لگے تو ان سے مَیں نے یہی خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ علیگڈھ میں طبّیہ کالج میں پڑھیں۔ مگر ان کی بعض مصالح انہیں لٹریچر کی طرف لے گئیں۔ اب خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ صاحبزادگان حضرتِ مرحوم نے اپنی یونیورسٹی کی درسگاہوں سے فراغت حاصل کر کے طب کی طرف توجّہ کی ہے۔ اور بالخصوص مولوی عبدالوہاب صاحب باقاعدہ مطب کرتے ہیں۔ اور مریضوں کا علاج کرتے ہیں اور مجھے کئی احمدی برادران نے تبلایا ہے۔ کہ ہمیں صاحبزادہ صاحب موصوف کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کی ہے۔ مجھے مطب دیکھنے کا موقعہ ہوا ہے۔ اور بعض ادویہ کو خود بھی استعمال کیا ہے تمام امراض کے نسخے تو حضرت مولانا صاحب کے لکھے ہوئے ان کے پاس محفوظ ہیں۔ مگر ان نسخوں کے مطابق محنت سے عمدہ اور اچھی حالت میں ادویہ کا مہیّا کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ جس کو صاحبزادگان بہت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ پھر ان ادویہ کو مرکب کرنے اور خوشنما گولیوں اور معجونوں کی شکل میں تیار کرنے اور خوشنما بوتلوں میں پیک کرنے اور خوشخط لیبل لگانے کے معاملہ میں ایسی دقیقہ رسی سے کام لیا ہے، کہ ولایت سے آئی ہوئی شیشیوں سے بھی خوشنما اور دیدہ زیب پیکنگ دیکھکر دل خوش ہوجاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم صاحبزادگان کے اس کام میں برکت دے۔ اور اُنکی توجّہ سے جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا ہو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں کے سرانجام دینے کی بہت بہت توفیق رفیق رہے۔

(مفتی) محمد صادق عفا عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلبن

انیمیا یا کمی خون کا بہترین علاج:- خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور رُوح پہونچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصّہ کی غذا کیلئے مناسب مواد مہیا کرتا ہے۔ اور پستان میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو دودھ بننے کے لائق ہیں۔ یہ خصیوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو مادہ حیات کے لائق ہیں۔

جسم میں دَورہ خون سے حرارتِ بدن برقرار اور قائم رہتی ہے، بلکہ زندگی کا مدار ہی اسی پر ہے اور صندلبن میں وہ تمام اجزاء بکثرت موجود ہیں، جن پر خون کے پیدا ہونے کا انحصار ہے۔

کمئ خون خواہ کثرتِ حیض، اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلبن کا استعمال ہی آپ کیلئے مفید ہے۔ صندلبن چہرہ کے رنگ کو نکھارنے اور خون کو صاف کرنے کیلئے بھی اکسیر ہے اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲/۱) پچاس قرص ایک روپیہ (عہ/)

نوٹ:- صندلبن کے ہمراہ نور سالٹ استعمال کرنا ضروری ہے:

سرٹیفکیٹ

ایک حاملہ مریضہ عام ضعف کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ ایسے حالات میں عام طور پر مقویات نہیں دی جاتیں۔ اس لئے بڑے سوچ بچار کے بعد میں نے اسے صندلبن کا استعمال کرایا جس سے حیرت انگیز فوائد علم میں آئے۔ مریضہ چند ایام میں ہی جملہ عوارض سے نجات پا گئی۔ اور خوب توانا ہوگئی۔ بچہ بھی نہایت صحیح سلامت پیدا ہوا۔ یہ دوائی تصفیہ خون اور تولید خون کیلئے بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے اور اٹھرا کے لئے بھی بہت اچھی چیز ہے:

محمود احمد قریشی

سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام ۲ ۵/۴۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراضِ خاص

خاص امراض کی تشریح وتفصیل مشکل ہے۔ ان امراض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ بہت سے مریض ان کو لا علاج سمجھکر مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو احباب ان میں سے کسی مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں گرفتار ہوں تو وہ اپنے مفصل حالات ہمیں لکھیں۔

حضرت حکیم الامّت کی خاص قلمی بیاض کے مطابق ادویہ تیار کرکے مناسب قیمت پر ان کی خدمت میں بھیجی جائینگی۔ غیر معتبر اشتہاری ادویہ خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے "دواخانہ نورالدین" کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ کا استعمال شروع کردیں۔

قرصِ خاص

جریان کے مرض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اکثر مریض آخر اسے لا علاج مرض سمجھکر اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو اصحاب اس مرض کا شکار ہوں، یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں مبتلا ہوں، انہیں ہمارے دواخانہ کی خاص مجرّب دوا قرص خاص ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ دوا ہر قسم کے جریان میں لاجواب ثابت ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے پُرانے سے پُرانا جریان۔ رقّت۔ سُرعت، ذکاوتِ حِس، اور کثرت احتلام کی شکایت دور ہوجاتی ہے۔

غیر معتبر اشتہاری دوائیں خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے "دواخانہ نورالدین" کی تیار کردہ تیر بہدف دوا قرصِ خاص کا استعمال شروع کردیں۔

قیمت پچاس قرص دُو روپیہ (عہ)

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص خاص کے متعلق تازہ ترین

سرٹیفکیٹ

خاکسار نے قرصِ خاص کو استعمال کیا اور اس کو ایک نہایت مفید دوائی پایا۔ مجھکو پرانی تکلیف تھی۔ اور اس سے پہلے کئی ادویہ استعمال کی تھیں۔ مگر ان سے کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔

(خاکسار۔ نور محمد بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ہیڈ ماسٹر راجپور بھائیاں ضلع ہوشیار پور) $\frac{5}{41}$

نوٹ :۔ اگر اس کے ساتھ معجون ملیّن استعمال کی جائے۔ تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

معجونِ ملیّن

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے۔ اس کی وجہ سے خراب۔ زہریلے اور متعفّن مادے جسم میں جذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ "معجون ملیّن" کا استعمال

قبض کا بہترین علاج

ہے۔ یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے ٭

معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے کیلئے بھی "معجون ملیّن" کا استعمال مفید ہے۔

قیمت دس تولہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

...دوائی منگائیں تو وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیر معدہ

یہ بے نظیر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ۔ کھٹے ڈکار، سینے کی جلن، پیٹ کی درد، باؤ گولہ جی کا متلانا، سستی، کمزوری، بھوک کم لگنا، خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کیلئے اکسیر معدہ کا استعمال مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب اس دوا کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے، اور ہاضمہ کی قوت تیز ہو کر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور

بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے۔

قیمت یکصد قرص۔ ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ/)

" پچاس قرص۔ ایک روپیہ (عہ)

مرہم نور

ہر قسم کے زخموں اور پھوڑوں کا بہترین علاج

یہ عجیب و غریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل، پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادّوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے۔ بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اس کے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے اس مرہم کو استعمال کرنیکے بعد یقیناً آپ کسی دوسرے مرہم کو تلاش نہیں کرینگے۔

ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت بڑی ڈبیہ . . . . ایک روپیہ بارہ آنے

" چھوٹی ڈبیہ . . . . ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراضِ نسواں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ عورتوں کی امراض کا علاج اپنے حرم محترم کی معرفت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اکثر امراض کا علاج ان کو بتلا دیا تھا۔ حضور کے حرم محترم عورتوں کو دیکھکر ان کا علاج کرتے ہیں۔ جو مریض عورتیں قادیان آئیں۔ وہ ان کے مشورہ سے فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ جو دوست مرض کے حالات لکھکر بذریعہ خط مشورہ حاصل کرنا چاہیں وہ ہمیں لکھیں ؛

رفیقِ نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے

حضرت حکیم الامّت کی نہایت کامیاب دوا

ہے اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اگر حیض کی بیقاعدگی بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے اُبھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے۔ جی متلاتا ہے۔ یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔ کسی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو رفیق نِسواں کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کر کے آپ میں قوت و توانائی اور از سر نو صحّتِ تازہ پیدا کر دے گی ؛

قیمت پچاس قرص دُو روپے ؛ یکصد قرص تین روپے بارہ آنے

نوٹ :۔ زمانہ حمل میں رفیق نسواں استعمال نہیں کرنی چاہیئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیلان الرحم

سیلان الرحم کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ اور آخر اپنی قیمتی صحت، حقیقی حُسن اور نکھار کو برباد کر لیتی ہیں۔ کیونکہ یہ مرض عورتوں کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر دیتا ہے یہی نہیں۔ بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بے گناہ اولاد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے، کہ مرد اپنی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اگر ان کے گھر والوں یا جوان لڑکیوں کی صحت سیلان الرحم۔ پوِن یا لیکوریا کی وجہ سے برباد ہو رہی ہو تو فوراً حضرت حکیم الامّت سیّدنا نور الدّین ؓ کی خاص مجرب دوا

اکسیر سیلان

پھر اسی چشمۂ فیض " دواخانہ نور الدّین ؓ" قادیان سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی، سفید و زردی مائل رطوبت کے اخراج کو بند کرتی اور سیلان کی تکلیف سے نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے

قیمت ——— تین روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھرا کا مکمل علاج

ہم سالہا سال سے اٹھرا کا علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے طریق علاج کے مطابق حضور کی قلمی بیاض کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اور بفضلِ خدا یہ طریق علاج کامیاب رہتا ہے۔ خدا نے اس سے کئی لوگوں کو بامراد کیا ہے۔ جو دوست اس مرض کا علاج کروانا چاہیں۔ وہ مفصّل حالات ہمیں لکھیں۔ انشاء اللہ وہ اپنی مراد پائیں گے۔

قرصِ اٹھرا

دُنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ

مرضِ اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ اور بچّہ کو سنبھال نہیں سکتا۔ عموماً تیسرے یا چوتھے مہینے میں حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچّہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا۔ اور اکثر ذیل کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ سوکھا۔ بدن پر چھالے پھوڑے پھنسیاں۔ سُرخ دھبّے وغیرہ۔

قرصِ اٹھرا اس مرض کی نہایت مجرّب اور بے خطا دوا ہے۔

پس اگر خدا نخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہوں۔ تو آج ہی حضرت حکیم الامّت سیّدنا نورالدّین رضی اللہ عنہ کی مجرّب دوا

قرصِ اٹھرا "دواخانہ نورالدّین رضی اللہ عنہ" سے طلب کریں۔

اس دوا کے استعمال سے بچّہ ذہین۔ خوبصورت۔ توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔

قیمت یکصد (۱۰۰) قرص ——— ایک روپیہ بارہ آنہ

پچاس (۵۰) قرص ——— ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمہ مبارک

شہنشاہِ طبؒ کی بیاض خاص کا تحفہ

یہ سُرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم ہوگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو۔ تو ان حالتوں میں

سُرمہ مبارک

کا استعمال بہت مفید ہے

یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے اس سُرمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے اپنے نادر قیمتی اور نا گھِسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے:۔

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ (۲/۸)، تین ماشہ بارہ آنے۔

تازہ ترین سرٹیفیکیٹ

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے مولوی عبدالوہاب صاحب عمر کے سرمہ مبارک سے حیرت انگیز طور پر میری آنکھوں کی سُرخی کو دُور کیا جبکہ اس سے پہلے مَیں کئی ادویات استعمال کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولوی صاحب کے مطب کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

(خاکسار محمد مطیع اللہ قریشی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا

یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی۔ دماغ کو تقویت پہونچاتی۔ دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔ اس کا چندروزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دور کر کے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔ اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے۔ مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں۔

قیمت یکصد (۱۰۰) قرص چار روپیہ چودہ آنہ (لعہ۴)

عنبرین

اپنے جسم کو مضبوط بنائیے

عنبرین کا چندروزہ استعمال طبیعت میں انقلاب۔ جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے۔ اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی اور کمزوری دور ہوجاتی ہے۔ قوت مردمی بڑھتی ہے آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کیلئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔ مُشک۔ عنبر۔ زعفران اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزا ہیں قیمت پانچتولہ ساڑھے چار روپیے للعہ ۔ نوٹ:۔ عنبرین ہر موسم میں استعمال ہوسکتی ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لبُوبِ کبیر

طبِّ یونانی کا مایۂ ناز نسخہ

کمزوری۔ معدہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردوں کی اصلاح و طاقت کے لئے حیرت انگیز دوا۔ چند روز کا استعمال طبیعت میں انقلاب، صورت میں تبدیلی۔ جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کردیگا کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اُٹھا سکیں گے۔ رگوں میں نیا خون دَوڑیگا۔ اور تمام اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائے گی۔ اولاد پیدا ہوگی :۔

لبُوبِ کبیر:۔ دیرپا اور مستقل اثر رکھتا ہے ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ عورتوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ اعضائے رئیسہ کو تقویت دیکر اور ہر طرح کی کمزوری دور کرکے نئی زندگی بخشتا ہے دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ ہم ذیل میں اس عظیم الشان نسخہ کے اجزاء درج کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ یہ نسخہ کس قدر عظیم الشان ہے۔ اس کے اجزاء حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ نے اس طرح درج فرمائے ہیں:۔ مغز پستہ۔ مغز بادام۔ مغز فندق۔ مغز چرونجی۔ مغز اخروٹ۔ ماہی روبیاں۔ خولنجان شقاقل۔ بہمنین۔ زنجبیل۔ کنجد مقشر۔ دارچینی مکد۔ سنبل الطیب۔ سُعد کوفی۔ قرنفل۔ کباب چینی۔ تخم کدو۔ تخم ترب۔ تخم شلغم۔ تخم پیاز۔ تخم ہلیوں۔ تخم بازنگ۔ درونج عقربی۔ نرکچور۔ جوازبوا۔ زسبارہ دارفلفل۔ ثعلب مصری۔ انجیر تازہ۔ مغز سر گنجشک۔ خشخاش۔ قضیب گاؤ۔ سورنجان۔ پودینہ۔ مایۂ شتر اعرابی۔ زعفران۔ مصطگی۔ عود خام۔ ورق طلا۔ ورق نقرہ۔ عنبر اشہب۔ مشک۔ شہد۔ خوراک چھ ماشہ۔

اجزاء دیکھنے سے آپ کو علم ہوگیا ہوگا۔ کہ یہ نسخہ تیار کرنے میں کتنی کوشش اور محنت صرف ہوئی ہوگی۔ باہر کے دواخانے ہم سے لبوب کبیر سیروں کی مقدار میں منگواتے ہیں:۔

دس تولہ قیمت دو روپیہ۔ جو بیس دن کے لئے کافی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نورسالٹ

دائمی قبض کا بہترین علاج

اکثر امراض کی جڑھ قبض ہوتی ہے۔ قبض کی وجہ سے انسانی جسم میں پیدا شدہ زہر جسم انسانی میں خون کو گندہ کرتی رہتی ہیں۔ قبض والے مریضوں کو کبھی سردرد کبھی کمر درد۔ کبھی جوڑوں میں درد ہوجاتا ہے گٹھیا اور وجع المفاصل (جوڑوں کی دردیں) پیدا ہوجاتی ہیں۔ ہضم خراب ہوجاتا ہے۔ معدہ اور جگر بخوبی کام نہیں کرتے۔ عورتوں کو نسوانی امراض گھیر لیتی ہیں۔ جو کبھی لیکوریا (سفید پانی) کی شکل میں نمودار ہوتی ہیں۔ اور کبھی حیض کی بے قاعدگی کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ ان سب امراض سے بچنے کیلئے "دواخانہ نورالدین" آپ کی خدمت میں "نورسالٹ" پیش کرتا ہے۔ دس تولہ کی شیشی جو کہ چار ماہ کیلئے کافی ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ ہے۔ پانچ تولہ چودہ آنہ صرف۔

صندل پوڈر

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا مشہور نسخہ ہے

بہترین مصفی و مولد خون دوائی ہے۔ بچوں کے پھوڑے پھنسیاں دو دو رتی کی مقدار میں کھلانے سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اچھی ہوجاتی ہیں۔ عورتوں میں حیض کی کمی جو بوجہ کمی خون کے ہو۔ دو تین تولہ صندل پوڈر کے استعمال سے دور ہوجاتی ہے۔

قیمت فی تولہ دو آنہ ۔ پانچ تولہ آٹھ آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکب افسنتین

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے مطلب میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا نسخہ۔ معدہ۔ جگر۔ بواسیر۔ پیٹ کے کیڑے۔ بخار وغیرہ کے لئے مجرب ہے۔ نصف صدی سے زائد سینکڑوں مریضوں پر اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔ قیمت چار آنہ تولہ۔ پانچ تولہ ایک روپیہ۔

دوائی نوشادر

اس دوائی میں دو خوبیاں ہیں۔ نہ صرف معدہ کیلئے مفید ہے بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا منجن بھی ہے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے مطلب کا مشہور نسخہ ہے ؛

قیمت چار آنہ تولہ ؛ پانچ تولہ ایک روپیہ

اکسیر پائیوریا:۔ اس میں ٹنکچر آیوڈین ریکٹی فائیڈ۔ ٹنکچر مر۔ ٹنکچر آیکونائٹ وغیرہ اجزا شامل ہیں۔ اس میں خوبی یہ ہے، کہ لگاتے ہی دانتوں کی جڑوں میں پہنچ جاتا ہے۔ بہترین قاتل جراثیم دوائی ہے۔ مرض پائیوریا کیلئے بیحد مفید پایا گیا ہے۔ ڈھائی تولہ کی شیشی قیمت آٹھ آنہ۔ پانچ تولہ کی شیشی قیمت چودہ آنہ صرف ؛

ضروری اعلان:۔ آخر میں ہم یہ اعلان کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں، کہ جو دوست ہماری کوئی دوائی منگوائیں۔ وہ مرض کی پوری علامات ہمیں لکھ دیں۔ تا کہ ہم اپنی پیٹنٹ دوائی کے علاوہ مزید مشورہ دینا چاہیں تو دے سکیں۔ یا ممکن ہے کہ جو دوائی انتخاب کی گئی ہو۔ ہماری رائے میں کوئی اور دوائی اس سے بہتر ہو۔ یا کوئی دوائی پیٹنٹ دوائی کے ساتھ استعمال کرانی مفید ہو تو ہم مریض کو اس کے استعمال کرنے کا مشورہ دے سکیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت امراض کی فہرست

کیا آپ، خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں

مبتلاء ہیں؟

آنکھوں کی بیماریاں
بچوں کی بیماریاں
امراض جگر و معدہ
ذیابیطس
پیچش
نزلہ

بالوں کی بیماریاں
کمزوری دماغ
کمزوری اعضاء ہضم
قلب ضعف
ضعف ہاضمہ
جگر ضعف

ناصور

حمل اسقاط
خرابی ایام
سیلان الرحم
ضعف باہ
امراض خون
دق و سل

کنٹھ مالا
تلی
پائیوریا
زچہ کا بخار
گٹھیا
جنون

اگر ایسا ہے

تو آپ اپنی مرض کے مفصل حالات ہمیں لکھکر بھیجیے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھدیجئے۔ کہ کتنی قیمت کی دوائی ہو۔ ہم انشاءاللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے قلمی مجربات میں سے مرض کے مطابق دوائی تیار کر کے آپ کی خدمت میں بھیجدینگے۔ انشاءاللہ آپ اس دواخانہ کی دوائیں استعمال کر کے مایوس نہیں ہوں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سنتر کتابیں

صرف پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سنتر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں، پہلے یہ کتابیں تینتیس (۳۳) روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل پانچوں حصص
سرمہ چشم آریہ۔ ازالہ اوہام مکمل
آئینہ کمالاتِ اسلام۔
شہادت القرآن۔ نور القرآن۔
انجامِ آتھم۔
ایام الصلح
مسیح ہندوستان میں۔

تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصہ
نسیمِ دعوت
تذکرۃ الشہادتین
نزول المسیح
لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمادیں:۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

یعنی

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے، اور جسمیں حضرت خلیفہ اوّل رض کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اُسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرماکر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلّد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے:

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)